خطبہ نمبر

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

سوموار 06 جون 2022ء | 06 ذوالقعدہ 1443 ہجری قمری | 06 احسان 1401 ہجری شمسی | جلد: 4 | شمارہ: 110

ارشادِ باری تعالیٰ

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ؕ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ ۙ لَمْ يَلْبَثُوْۤا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ؕ بَلٰغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۳۶﴾

(الاحقاف: 36)

ترجمہ: پس صبر کر جیسے اُولوالعزم رسولوں نے صبر کیا اور ان کے بارہ میں جلد بازی سے کام نہ لے۔ جس دن وہ اُسے دیکھیں گے جس سے اُنہیں ڈرایا جاتا ہے تو یوں لگے گا جیسے دن کی ایک گھڑی سے زیادہ وہ (انتظار میں) نہیں رہے۔ پیغام پہنچایا جا چکا ہے۔ پس کیا بدکرداروں کے سوا بھی کوئی قوم ہلاک کی جاتی ہے؟

فرمانِ رسول ﷺ

يَاْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَّا يَبْقٰى مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اسْمُهٗ وَلَا يَبْقٰى مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُهٗ۔ مَسَاجِدُهُمْ عَامِرَةٌ وَّهِيَ خَرَابٌ مِّنَ الْهُدٰى

(مشکوٰۃ کتاب العلم فصل الثالث صفحہ 38)

لوگوں پر ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ جب اسلام محض نام کا رہ جائے گا اور قرآن کا صرف رسم الخط باقی رہ جائے گا۔ ان کی مسجدیں آباد ہوں گی لیکن ہدایت سے بالکل خالی ہوں گی۔

فرمانِ خلیفہ وقت

یہ تاریخی حقیقت ہے کہ حق ہمیشہ کامیاب ہوتا ہے۔ ہمیشہ تمام انبیاء کے مخالفین اپنے بدانجام کو پہنچے ہیں۔ جب تک مسلمان اسلام کی حقیقی تعلیم کے علمبردار رہے اور اس پر عمل کرنے والے بنے رہے کامیابیاں ان کے قدم چومتی رہیں۔ جب نہ دین باقی رہا نہ اسلام باقی رہا تو اپنی اپنی حکومتیں بچانے کی فکر میں سارے لگ گئے کہ کم از کم جو چھوٹی چھوٹی حکومتیں ہیں وہی بچ جائیں۔ آجکل مسلمانوں کی جو حالت ہے وہ ایسی تو نہیں جس کے متعلق کہا جاسکے کہ مسلمانوں کی بڑی شان و شوکت ہے۔ دوسرے لوگ ان کی اس شان کو دیکھ کر ان کی طرف رشک سے دیکھنے والے ہیں۔ یا اس شان و شوکت کی وجہ سے بعض ملک ان کی طرف حسد سے دیکھنے والے ہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ بعض ملکوں کی جو تیل کی دولت ہے اس پر غیروں کی نظر ہے اور وہ اس دولت کی طرف دیکھنے والے ہیں۔ بلکہ مسلمان جو ہیں دولتمندترین ملک بھی اپنی بقا کے لئے غیر مسلموں کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ پس اس وقت بظاہر مسلمانوں کی نہ شان و شوکت ہے، نہ ہی ترقی کے آثار نظر آرہے ہیں۔ ہاں گراوٹ اور ذلت جو ہے وہ ہر اس شخص کو نظر آتی ہے جو اسلام کا درد رکھنے والا ہے تو کیا اللہ تعالیٰ کا غلبہ کا جو یہ وعدہ ہے یہ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ غلط ہو رہا ہے یا اس غلبہ کے وعدے کی مدت گزر چکی ہے اور یہ ایک وقت تک کے لئے تھا۔ یا اللہ تعالیٰ کے قوی ہونے کی صفت میں کوئی کمی آگئی ہے۔ یہ ساری باتیں غلط ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ بھی سچا ہے اور اسلام جو تا قیامت رہنے اور ترقی کرنے والا مذہب ہے اس کے بارہ میں جو پیشگوئی ہے وہ بھی سچی ہے اور اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کی طرح قوی ہونے کی صفت بھی ہمیشہ قائم رہنے والی ہے اور قائم رہے گی اور اسی غلبہ اور قوی ہونے کی صفت ثابت کرنے کے لئے اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس زمانے کا امام بنا کر بھیجا ہے۔ جنہیں خود بھی انہی الفاظ میں اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا تھا کہ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ۔ پس دین اسلام کی روشنی نے بقیہ صفحہ 15 پر

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

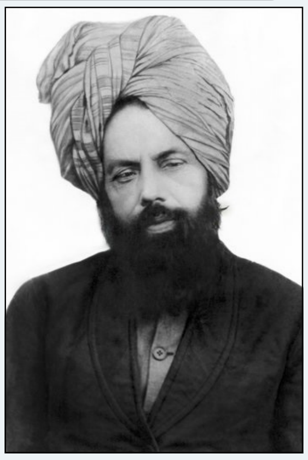

اے حق کے طالبو اور اسلام کے سچے محبّو! آپ لوگوں پر واضح ہے کہ یہ زمانہ جس میں ہم لوگ زندگی بسر کر رہے ہیں یہ ایک ایسا تاریک زمانہ ہے کہ کیا ایمانی اور کیا عملی جس قدر امور ہیں سب میں سخت فساد واقع ہوگیا ہے اور ایک تیز آندھی ضلالت اور گمراہی کی ہر طرف سے چل رہی ہے۔ وہ چیز جس کو ایمان کہتے ہیں اسکی جگہ چند لفظوں نے لے لی ہے جن کا محض زبان سے اقرار کیا جاتا ہے اور وہ امور جن کا نام اعمال صالحہ ہے اُن کا مصداق چند رسوم یا اسراف اور ریاکاری کے کام سمجھے گئے ہیں اور جو حقیقی نیکی ہے اُس سے بکلّی بے خبری ہے۔ اس زمانہ کا فلسفہ اور طبعی بھی روحانی صلاحیّت کا سخت مخالف پڑا ہے۔ اُس کے جذبات اُس کے جاننے والوں پر نہایت بد اثر کرنیوالے اور ظلمت کی طرف کھینچنے والے ثابت ہوتے ہیں۔ وہ زہریلے مواد کو حرکت دیتے اور سوئے ہوئے شیطان کو جگا دیتے ہیں اِن علوم میں دخل رکھنے والے دینی امور میں اکثر ایسی بدعقیدگی پیدا کر لیتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ اصولوں اور صوم وصلوٰۃ وغیرہ کے عبادت کے طریقوں کو تحقیر اور استہزا کی نظر سے دیکھنے لگتے ہیں۔ اُنکے دلوں میں خدا تعالیٰ کے وجود کی بھی کچھ وقعت اور عظمت نہیں بلکہ اکثر ان میں سے الحاد کے رنگ سے رنگین اور دہریّت کے رگ و ریشہ سے پُر اور مسلمانوں کی اولاد کہلا کر پھر دشمنِ دین ہیں۔ جو لوگ کالجوں میں پڑھتے ہیں اکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ ہنوز وہ اپنے علوم ضروریہ کی تحصیل سے فارغ نہیں ہوتے کہ دین اور دین کی ہمدردی سے پہلے ہی فارغ اور مستعفی ہو چکتے ہیں۔ یہ میں نے صرف ایک شاخ کا ذکر کیا ہے جو حال کے زمانہ میں ضلالت کے پھلوں سے لدی ہوئی ہے۔ مگر اس کے سوا صدہا اور شاخیں بھی ہیں جو اس سے کم نہیں!

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ 4)

اس شمارہ میں

چولہ بابا نانکؒ (منظوم)

خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

خلافتِ احمدیہ۔ ایک حقیقت ایک نعمت

سلیمان ابراہیم اشولا آف بینن کی یاد میں

89 واں جلسہ سالانہ گھانا، مغربی افریقہ

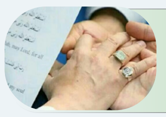

دربارِ خلافت

مضحکہ خیز بات ہے کہ ایک جمہوری سیاسی اسمبلی اور جمہوری سیاسی اسمبلی کا دعویٰ کرنے والی اسمبلی اور حکومت مذہب کے بارے میں فیصلہ کر رہی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

گزشتہ دنوں مجھے کسی نے لکھا کہ پاکستان میں جو نئی حکومت بنی ہے، یہ بھی حسبِ سابق احمدیوں کے ساتھ وہی کچھ کرے گی جیسے پہلے بھی یہ لوگ کرتے رہے ہیں۔ اور ایک وزیر کا نام لیا کہ وہ تو پہلے بھی احمدیوں کے ساتھ اچھا نہیں رہا۔ اب پھر ایسے حالات ہو جائیں گے۔

لکھنے والے نے اس پر اپنی بڑی فکر کا اظہار کیا ہوا تھا۔ یہ تو اللہ بہتر جانتا ہے کیا ہوتا ہے، لیکن چاہے یہ حکومت ہو یا کوئی اور حکومت ہو جب پاکستان میں ایک قانون احمدیوں کے خلاف ایسا بنا ہوا ہے جس میں ظلم کے علاوہ کچھ نہیں تو پھر اس قسم کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے اگر کوئی فکر کرنی ہے تو وہ پاکستان میں احمدیوں کے لئے ہمیشہ کی اور مستقل فکر ہی ہے۔ اور پاکستانی احمدیوں کو خود بھی اس لحاظ سے دعاؤں کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ اگر تو ہم نے دنیاوی حکومتوں سے کچھ لینا ہے تو بیشک یہ سوچ رکھیں اور فکر کریں۔ لیکن اگر ہمارا اتمام تر انحصار خدا تعالیٰ کی ذات پر ہے اور یقیناً خدا تعالیٰ کی ذات پر ہے تو پھر اس قسم کی فکر ضرورت نہیں۔ یا اس قسم کی امید کی ضرورت نہیں کہ فلاں آئے گا تو ہمارے حالات بہتر ہو جائیں گے اور فلاں آئے گا تو حالات خراب ہو جائیں گے۔ اگر اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے، اگر ہمارا اللہ تعالیٰ سے تعلق ہے تو پھر اس قسم کی پرواہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ان دنیاوی حکومتوں نے تو دنیا کے لحاظ سے جو چاہنا ہے کرنا ہے۔ اور ماضی میں جب سے احمدیوں کے خلاف اسمبلی میں یہ قانون پاس ہوا ہے، گزشتہ تقریباً اڑتیس سال سے یہ کر رہے ہیں۔ بلکہ اس سے پہلے بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے سے یہ مخالفت ہے۔ اُس وقت سے بھی اگر حکومت کے لیول پر نہیں تو حکومتی کارندے کچھ نہ کچھ مخالفین کے ساتھ شامل ہو کر جماعت احمدیہ کے خلاف یا بعض احمدیوں کے خلاف منصوبے بناتے رہے ہیں۔ بہرحال چاہے ایک نظریہ رکھنے والی حکومت ہو یا دوسرا، اپنے زعم میں تو انہوں نے احمدیوں کو دائرہ اسلام سے خارج کیا ہوا ہے۔ اور یہی ایک وجہ ہے مخالفت کی، یہی ایک وجہ ہے مُلّاں کو کھلی چھوٹ دیئے جانے کی۔ اور جو بھی حکومت آئے وہ ظلموں کی انتہا بھی ایک طرح سے ہر حکومت میں ہو رہی ہے بلکہ بڑھ رہی ہے۔

پس ہمیں نہ تو ان دنیاوی حکومتوں سے کسی بھلائی کی امید ہے اور نہ رکھنی چاہئے اور نہ ہمیں دائرہ اسلام میں شامل ہونے کے لئے یا مسلمان کہلانے کے لئے کسی سرٹیفکیٹ کی ضرورت ہے، کسی سند کی ضرورت ہے۔ اصل مسلمان وہ ہے جو خدا تعالیٰ کی نظر میں مسلمان ہے۔ وہ مسلمان ہے جو اعلان کرے کہ مَیں خدا تعالیٰ کی وحدانیت پر یقین رکھتا ہوں اور ایمان لاتا ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری شرعی نبی مانتا ہوں، خاتم الانبیاء یقین کرتا ہوں۔ اور اس تعریف کے مطابق احمدی مسلمان ہیں اور عملاً بھی اور اعتقاداً بھی دوسروں سے بڑھ کر مسلمان ہیں۔ پس اس اعلان کے بعد ہمیں زبردستی غیر مسلم بنا کر کچھ بھی ظلم یہ آئینی مسلمان ہم پر کریں یا وہ مسلمان جو آئین کی رو سے مسلمان ہیں، ہم پر کریں، یا حکومتیں اور اُن کے وزراء کی اشیر باد پر ان کے کارندے ہم پر کریں، یہ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں گنہگار بن رہے ہیں اور ہمیں خدا تعالیٰ کے قریب لا رہے ہیں۔ ان کی یہ حرکتیں یقیناً ہمیں خدا تعالیٰ کے قریب لانے والی ہونی چاہئیں۔ ہر احمدی کو اس بات کا احساس ہونا چاہئے۔ اور خدا تعالیٰ کا یہ قرب اور اس قرب میں مزید بڑھنا یہی الٰہی جماعتوں کا شیوہ ہوتا ہے اور ہونا چاہئے۔ یہاں ابھی میں نے آئینی مسلمان کہا تو جن کو اس بات کا پوری طرح پتہ نہیں اُن کے علم کے لئے بتا دوں کہ پاکستان کا آئین یہ کہتا ہے کہ احمدی آئینی اور قانونی اغراض کے لئے مسلمان نہیں ہیں۔ یہ بھی ایک عجیب المیہ ہے بلکہ مضحکہ خیز بات ہے کہ ایک جمہوری سیاسی اسمبلی اور جمہوری سیاسی اسمبلی کا دعویٰ کرنے والی اسمبلی اور حکومت مذہب کے بارے میں فیصلہ کر رہی ہے۔

(خطبہ جمعہ 14/ جون 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

دعا کا تحفہ

ہمیشہ ہدایت پر قائم رہنے کی دعا

حضرت امّ سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ اکثر یہ دعا کرتے تھے کہ اے دلوں کے پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر قائم کر دے۔ آپؓ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا دل بدل بھی جاتے ہیں؟ حضورؐ نے یہ قرآنی دعا پڑھ کر سنائی اور فرمایا کہ امکانی طور پر ہر انسان کے پھسلنے کا خطرہ ہوتا ہے اس لئے یہ دعا کثرت سے پڑھنی چاہئے۔

(الدر المنثور للسیوطی جلد 2 صفحہ 8)

رَبَّنَا لَا تُزِغۡ قُلُوۡبَنَا بَعۡدَ اِذۡ هَدَيۡتَنَا وَهَبۡ لَنَا مِنۡ لَّدُنۡكَ رَحۡمَةً ۚ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡوَهَّابُ ۝۹ (آل عمران:9)

اے ہمارے رب! تو ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دلوں کو کج نہ کر اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت (کے سامان) عطا کر۔ یقینا تو بہت ہی عطا کرنیوالا ہے۔

(قرآنی دعائیں از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 7)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

چولہ بابا نانکؒ

(کلام حضرت مسیح موعودؑ)

وہ پھرتا تھا کوچوں میں چولہ کیساتھ
دکھاتا تھا لوگوں کو قدرت کے ہاتھ

کوئی دیکھتا جب اسے دور سے
تو ملتی خبر اس کو اس نور سے

جسے دور سے وہ نظر آتا تھا
اسے چولہ خود بھید سمجھاتا تھا

وہ ہر لحظہ چولے کو دکھلاتا تھا
اسی میں وہ ساری خوشی پاتا تھا

غرض یہ تھی تا یار خورسند ہو
خطا دور ہو پختہ پیوند ہو

جو عشاق اس ذات کے ہوتے ہیں
وہ ایسے ہی ڈر ڈر کے جاں کھوتے ہیں

وہ اس یار کو صدق دکھلاتے ہیں
اسی غم میں دیوانہ بن جاتے ہیں

وہ جاں اس کی رہ میں فدا کرتے ہیں
وہ ہر لحظہ سو سو طرح مرتے ہیں

وہ کھوتے ہیں سب کچھ بصدق و صفا
مگر اس کی ہو جائے حاصل رضا

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 03؍ جون 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

آنحضرتؐ کے الفاظ وَھَلْ تَسْتَطِیْعُ اَنْ تُغَیِّبَ وَجْھَکَ عَنِّی، کیا تمہارے لئے ممکن ہے کہ تم میرے سامنے نہ آو، بہت بلند اخلاق کے آئینہ دار ہیں۔ وحشی سے خواہش کا اظہار کیا ہے۔۔۔ یہ لب ولہجہ آمرانہ نہیں بلکہ التماس کا لب ولہجہ ہے اور اِس سے اُس محبت وعزت کا پتا چلتا ہے جو حضرت حمزہؓ کے لئے آپؐ کے دل میں تھی، ایک منتقم مزاج انتقام لے کر دل ٹھنڈا کر سکتا تھا مگر آپؐ نے عفو سے کام لیا صرف اتنا چاہا کہ وہ آپؐ کے سامنے نہ آئے تا حضرت حمزہؓ کی دردناک شہادت کی یاد سے آپؐ کے دل کو ٹھیس نہ پہنچے

حضور انور ایدہ اللہ نے تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت بعد جنگ یمامہ کے تناظر میں مسلمانوں کے مختلف گروہوں کے عَلَم برداروں کی بہادری کے تذکرہ کی بابت ارشاد فرمایا۔ انصار کا جھنڈا حضرت ثابتؓ بن قیس اور مہاجرین کا جھنڈا حضرت زیدؓ بن خطاب کے پاس تھا۔

حضرت زیدؓ بن خطاب کے بارہ میں آتا ہے

آپؓ حضرت عمرؓ بن خطاب کے سوتیلے بھائی، قدیم الاسلام، بدر اور اِس کے بعد کے غزوات میں شریک رہے، جنگ یمامہ میں حضرت خالدؓ نے جب لشکر کو ترتیب دیا تو ایک حصہ کا سپہ سالار آپؓ کو بنایا اور اِسی طرح اِس جنگ میں مہاجرین کا پرچم بھی آپؓ کے ہاتھ میں تھا۔ آپؓ پرچم لئے آگے بڑھتے رہے اور بڑی بے جگری سے لڑے یہاں تک کہ شہید ہو گئے تو پرچم گر گیا، سالم مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ عنہما نے پرچم تھام لیا۔ اِس معرکہ میں آپؓ نے مُسَیلمہ کے دست راست اور ایک بہادر شہ سوار رَجّال بن عُنْفُوَہ کو قتل کیا۔ آپؓ کو ابومریم حنفی نے شہید کیا، اِس کے بعد وہ مسلمان ہو گیا اور ایک مرتبہ جب حضرت عمرؓ نے اُس سے کہا کہ تم نے میرے بھائی کو قتل کیا تھا تو اُس نے کہا، اے امیر المؤمنین! اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھوں زید رضی اللہ عنہ کو شرف بخشا اور اُن کے ہاتھوں مجھے ذلیل نہیں کیا۔

زیدؓ دو نیکیوں میں مجھ سے آگے نکل گیا تھا

حضرت عمرؓ بن خطاب کے بیٹے حضرت عبداللہؓ بھی جنگ یمامہ میں شامل ہوئے تھے، وہ جب واپس مدینہ آئے تو حضرت عمرؓ نے اپنے اِس شہید ہونے والے بھائی کے غم میں اُن کو کہا کہ جب تمہارے چچا زیدؓ شہید ہو گئے تو تم واپس کیوں آ گئے اور کیوں اپنا چہرہ مجھ سے چھپا نہ لیا۔ جب زیدؓ کے قتل کی خبر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو فرمایا! زیدؓ دو نیکیوں میں مجھ سے آگے نکل گیا تھا، مجھ سے پہلے اسلام قبول کیا اور مجھ سے پہلے شہید ہو گئے۔

جب باد صبا چلتی ہے تو زید رضی اللہ عنہ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے

مالک بن نُوَیرَہ کو جب حضرت خالدؓ نے قتل کر دیا تو اُس کا بھائی متمم بن نُوَیرَہ اکثر اُس کی جدائی میں روتا رہتا اور شعر کہتا۔ ایک مرتبہ جب حضرت عمرؓ سے اُس کی ملاقات ہوئی اور اُس نے بھائی کا مرثیہ آپؓ کو سنایا تو آپؓ نے اُس سے کہا! اگر مَیں شعر کہنا جانتا تو تمہاری طرح مَیں بھی اپنے بھائی زیدؓ کے لئے شعر کہتا۔ اِس پر اُس نے عرض کیا، اگر میرے بھائی کی موت ایسی ہوتی جیسی موت آپؓ کے بھائی کی ہوئی ہے یعنی شہادت کی موت تو مَیں کبھی بھی اپنے بھائی پر غمگین نہ ہوتا۔ آپؓ نے فرمایا! جس خوبصورت انداز میں میرے بھائی کی تعزیت تم نے کی ہے اور کسی نے نہیں کی۔

بہرحال جنگ کا ذکر ہو رہا ہے

حضور انور ایدہ اللہ نے بیان فرمایا! مُسَیلمہ کذّاب ابھی تک ثابت قدم اور کافروں کی جنگ کا مرکز بنا ہوا تھا، حضرت خالدؓ نے یہ تجزیہ کیا کہ جب تک مُسَیلمہ کو قتل نہ کیا جائے گا جنگ ختم نہیں ہو گی، اِس لئے آپؓ اکیلے اُن کے سامنے آئے اور ایک ایک کو انفرادی جنگ کی آواز نیز مسلم شعار کا نعرہ یا مُحَمَّدَاہ لگایا۔ پس جو بھی مقابلہ کے لئے نکلا آپؓ نے اُس کو قتل کر دیا، پھر مسلمانوں نے بڑے جوش سے جنگ کی، آپؓ نے مُسَیلمہ کو مقابلہ کے لئے آواز دی، اُس نے قبول کر لی تو آپؓ نے اُس پر اُس کی خواہش کے مطابق چند چیزیں پیش کیں پھر اُس پر حملہ آور ہوئے، وہ ساتھیوں سمیت بھاگ گیا تو آپؓ نے مسلمانوں کو پکار کر کہا! خبردار، اب کوتاہی نہ کرنا، آگے بڑھو اور کسی کو بچ کر جانے نہ دو۔ اِس پر مسلمان اُن پر چڑھ دوڑے، صحابہ کرامؓ نے اِس معرکہ میں انتہائی صبر و استقامت کا ایسا ثبوت دیا جس کی مثال نہیں ملتی اور برابر دشمن کی طرف بڑھتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کے خلاف فتح عطاء فرمائی اور کفار پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

حدیقۃ الموت یعنی موت کا باغ

مسلمانوں نے اُن کا پیچھا کیا یہاں تک کہ اُنہیں ایک باغ میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا، میدان جنگ کے قریب ہی بہت وسیع باغ جس کے گرد دیواریں تھیں اور وہ مُسَیلمہ کی ملکیت تھا، اِس کو حدیقۃ الرحمٰن کہا جاتا تھا جس طرح مُسَیلمہ کو رحمٰن الیمامہ لیکن دورانِ جنگ اِس میں کثرت سے دشمنوں کے مارے جانے کی وجہ سے اِس باغ کو حدیقۃ الموت کہا جانے لگا۔ مُسَیلمہ کذّاب بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ اِس باغ میں چلا گیا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن ابوبکرؓ نے دیکھا کہ بنو حنیفہ کا ایک سردار محکم بن طفیل خطاب کر رہا ہے، اُنہوں نے اُس پر تیر چلا کر اُسے قتل کر دیا، بنو حنیفہ نے باغ کا دروازہ بند کر لیا اور صحابہؓ نے چاروں طرف سے اِس باغ کا محاصرہ کر لیا۔ مسلمان کوئی جگہ تلاش کرنے لگے کہ کسی طرح اِس کے اندر جا یا جا سکے لیکن یہ قلعہ نما باغ تھا باوجود تلاش کے اِس کے اندر جانے کی کوئی جگہ نہ مل سکی۔

حضرت براءؓ بن مالک کی انتہائی بہادری

آخر کار بہت بہادر، غزوۂ اُحد اور خندق میں رسول اللہؐ کے ساتھ حصہ لینے والے حضرت براءؓ بن مالک (بھائی حضرت انسؓ بن مالک) نے کہا! مسلمانو، اب صرف ایک طریقہ ہے کہ تم مجھے اُٹھا کر باغ میں پھینک دو، مَیں اندر جا کر دروازہ کھول دوں گا۔ آپؓ کے شدید اصرار اور اللہ کی قسم دینے پر آخر مجبور ہو کر مسلمانوں نے اُنہیں باغ کی دیوار پر چڑھا دیا، اِس پر جب اُنہوں نے دشمن کی بڑی تعداد کو دیکھا تو ایک لمحہ کے لئے رُکے لیکن پھر اللہ کا نام لے کر باغ کے دروازہ کے سامنے کود پڑے اور دشمنوں سے لڑتے اور قتل کرتے دروازہ کی طرف بڑھنے لگے، بالآخر دروازہ پر پہنچے میں کامیابی پر اُسے کھول دیا۔ مسلمان باہر دروازہ کھلنے کے ہی منتظر تھے، جونہی دروازہ کھلا وہ باغ میں داخل ہو گئے اور دشمنوں کو قتل کرنے لگے، بنو حنیفہ مسلمانوں کے سامنے سے بھاگنے لگے لیکن وہ باغ سے باہر نہیں نکل سکتے تھے، نتیجتاً ہزاروں آدمی مسلمانوں کے ہاتھ قتل ہو گئے۔

مسلمان مرتدین سے قتال کرتے ہوئے مُسَیلمہ تک پہنچ گئے

وہ ایک دیوار کے شگاف میں کھڑا ہوا تھا جیسے خاکستری رنگ کا اونٹ ہو، وہ بچاؤ کے لئے اِس دیوار پر چڑھنا چاہتا اور غصہ سے پاگل ہو چکا تھا، وحشیؓ بن حرب، جنہوں نے غزوۂ اُحد میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا، اُس کی طرف بڑھے اور آپ نے اپنا وہی برچھا جس سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا اُس کی طرف پھینکا اور وہ اُسے جا لگا اور دوسری طرف سے پار ہو گیا۔ پھر جلدی سے ابو دُجانہ سِماکؓ بن خَرشہ اِس کی طرف بڑھے، اُس پر تلوار چلائی اور وہ زمین پر ڈھیر ہو گیا۔ قلعہ سے ایک عورت نے آواز دی، ہائے! حسینوں کے امیر کو ایک سیاہ فام غلام نے قتل کر دیا۔

دعائیہ تحریک و تین مرحومین کا تذکرۂ خیر

آخر پر حضور انور ایدہ اللہ نے پاکستان، الجزائر اور افغانستان کے احمدیوں کے لئے دعائیہ تحریک فرمائی، اِسی طرح خطبۂ ثانیہ سے قبل درج ذیل تین مرحومین کا تذکرۂ خیر نیز بعد از نماز جمعۃ المبارک اِن کی نماز جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔ (1) مکرم نسیم مہدی صاحب مبلغ سلسلہ ابن مکرم مولانا احمد خان نسیم صاحب: آپ کی غیر معمولی وگراں قدر جماعتی خدمات اور اوصاف حمیدہ کا تفصیلی ذکرِ خیر کرنے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے ارشاد فرمایا! اللہ تعالیٰ اِن سے مغفرت و رحم کا سلوک اور بلندیٔ درجات فرمائے، اپنے پیاروں کے قدموں میں جگہ دے، اِن کے بچوں اور بیوی کو بھی صبر وحوصلہ نیز اِن کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطاء فرمائے، جس طرح اِنہوں نے وفاء سے زندگی گزاری اِن کی اولاد بھی اِسی طرح وفاء سے زندگی گزارنے والی ہو۔ (2) عزیزم محمد احمد شارم آف ربوہ: بقضائے الٰہی وفات پانے والا سولہ سالہ موصی فدائی خلافت، ایک ہنس مکھ اور ہر دلعزیز بچہ تھا۔ (3) مکرمہ سلیمہ قمر صاحبہ اہلیہ رشید احمد صاحب مرحوم: مرحومہ کے والد جماعتی بزرگ شخصیت چوہدری محمد صدیق صاحب مولوی فاضل کو لمبا عرصہ بطور انچارج خلافت لائبریری و صدر عمومی ربوہ خدمت کی توفیق ملی نیز زیر ہدایت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ قیام ربوہ کے موقع پر خیمہ لگانے اور پہلی رات ربوہ میں بسر کرنے کا اعزاز بھی نصیب ہوا۔ مرحومہ کو لمبا عرصہ تک مختلف شعبہ جات میں خدمت کی توفیق ملی، بشمول دیگر 1987ء تا 2018ء اکتیس سال بطور مدیرہ رسالہ مصباح خدمت کا موقع ملا اور اِس دوران اِنہوں نے باوجود نامساعد حالات کے مصباح کو بڑے اچھے طرح چلایا۔ نہایت نیک سیرت، عبادت گزار، دعا گو اور سادہ طبیعت کی مالک تھیں۔

(قمر احمد ظفر۔ نمائندہ روزنامہ الفضل آن لائن جرمنی)

خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 13/ مئی 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

مَیں اس تلوار کو جسے اللہ نے کفار کے لیے نیام سے نکالا ہے پھر نیام میں نہیں رکھوں گا۔ (حضرت ابوبکر صدیقؓ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت خلیفۂ راشد صدیقِ اکبر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات اور مناقبِ عالیہ

سجاح بنت حارث اور مالک بن نُوَیْرَہ کے خلاف کی جانے والی مہمات کا تفصیلی تذکرہ

أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور کے جو فتنے تھے ان کے خلاف جو مہمات ہوئیں ان کا ذکر ہو رہا تھا۔ اس ضمن میں

حضرت خالد بن ولیدؓ کی بُطاح کے علاقہ کی جانب، مالک بن نُوَیْرَہ کی طرف پیش قدمی کی تفصیل

یوں بیان ہوئی ہے۔ بُطاح بنو اسد کے علاقے میں ایک چشمہ کا نام ہے۔ مالک بن نُوَیْرَہ کا تعلق بنو تمیم کی ایک شاخ بنو یربوع سے تھا۔ اس نے 9/ ہجری میں اپنی قوم کے ساتھ مدینہ آ کر اسلام قبول کیا۔ مالک بن نُوَیْرَہ اپنی قوم کے سرداروں میں سے ایک تھا۔ عرب کے مشہور بہادر اور شہسواروں میں اس کا شمار ہوتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے قبیلہ کی زکوٰۃ کے اموال وصول کرنے اور جمع کرنے کی ڈیوٹی سپرد کرتے ہوئے عاملِ زکوٰۃ کے عہدے پر مقرر کیا تھا لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور عرب میں ارتداد اور بغاوت کی لہر اٹھی تو مالک بن نُوَیْرَہ بھی مرتد ہونے والوں میں سے ایک تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر اس کو پہنچی تو اس نے خوشی اور مسرت کا جشن منایا۔ اس کے گھر کی عورتوں نے مہندی لگائی، ڈھول بجائے اور خوب فرحت و شادمانی کا اظہار کیا اور اپنے قبیلے کے ان مسلمانوں کو قتل کیا جو زکوٰۃ کی فرضیت کے قائل ہونے کے ساتھ ساتھ زکوٰۃ کی رقم کو مسلمانوں کے مرکز یعنی مدینہ میں بھجوانے کے بھی قائل تھے۔ پس

یہ بھی بات یاد رکھنے والی ہے کہ ہر ایک شخص جس کو سزا دی گئی یا جس کے خلاف سختی کے اقدام کیے گئے اس نے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی تھی صرف یہی نہیں کہ مرتد ہو گئے تھے۔

بہرحال اس ضمن میں مزید ہے کہ اس نے ایک طرف تو زکوٰۃ دینے سے انکار کیا اور زکوٰۃ کے جمع شدہ اموال اپنی قوم کے لوگوں کو واپس کر دیے اور دوسری طرف نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والی باغیہ سَجَاحؔ بنت حارث کے ساتھ شامل ہو گیا جو کہ ایک بہت بڑا لشکر لے کر مدینہ پر حملہ کرنے کے لیے آئی تھی۔

(الاصابہ فی تمییز الصحابہ جلد۵ صفحہ ۵۶۰ دارالکتب العلمیۃ بیروت)

(سیرت سیدنا صدیق ابوبکرؓ از ابو النصر مترجم صفحہ 598، 713 مشتاق بک کارنر لاہور)

(فرہنگ سیرت صفحہ 63 زوار اکیڈمی کراچی)

(معجم البلدان جلد۱ صفحہ ۵۲۷)

سَجَاحؔ کا تعارف

یہ ہے کہ سَجَاحؔ بنت حارث اس کا نام تھا۔ ام صَادِرؔ کنیت تھی۔ عرب کی ایک کاہنہ تھی اور ان چند مدعیانِ نبوت اور باغی قبائلی سرداروں میں سے تھی جو عرب میں ارتداد سے تھوڑی مدت پہلے یا اس کے دوران نمودار ہوئے تھے۔ سَجَاحؔ قبیلہ بنو تمیم سے تعلق رکھتی تھی اور ماں کی جانب سے اس کا نسب قبیلہ بنو تَغْلَب سے جا ملتا تھا جو اکثر مسیحی تھے۔ سَجَاحؔ خود بھی مسیحی تھی اور اپنے مسیحی قبیلہ اور خاندان کی بنا پر مسیحیت کی اچھی خاصی عالم عورت تھی۔ یہ عراق سے مریدوں کے ساتھ آئی تھی اور مدینہ پر حملہ کا ارادہ رکھتی تھی۔ بعض مؤرخین کا کہنا ہے کہ سَجَاحؔ ایرانیوں کی سازش کے تحت عرب میں داخل ہوئی تھی تا کہ حالات کو دیکھ کر ایرانی حکومت کے زوال پذیر اقتدار کو تھوڑا سنبھالا دیا جا سکے۔ بہرحال سَجَاحؔ ان عوامل سے متاثر ہو کر جزیرۂ عرب میں داخل ہوئی۔ یہ طبعی امر تھا کہ وہ سب سے پہلے اپنی قوم بنو تمیم میں پہنچی۔ ایک گروہ زکوٰۃ ادا کرنے اور خلیفہ رسول اللہ کی اطاعت کرنے پر آمادہ تھا لیکن اس قبیلہ کا دوسرا فریق اس کی مخالفت کر رہا تھا۔ ایک تیسرا فریق بھی تھا جس کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے۔ بہرحال اس اختلاف نے اتنی شدت اختیار کی کہ بنو تمیم نے آپس ہی میں لڑنا اور جدال اور قتال شروع کر دیا۔ اسی اثنا میں ان قبائل نے سَجَاحؔ کے آنے کی خبر سنی اور انہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ سَجَاحؔ مدینہ پہنچ کر ابوبکرؓ کی فوجوں سے جنگ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ پھر تو اختلاف نے مزید وسعت اختیار کر لی۔ سَجَاحؔ اس ارادے سے بڑھی چلی آ رہی تھی کہ وہ اپنے عظیم الشان لشکر کے ہمراہ اچانک بنو تمیم میں پہنچ جائے گی اور اپنی نبوت کا اعلان کر کے انہیں اپنے آپ پر ایمان لانے کی دعوت دے گی۔ سارا قبیلہ بالاتفاق اس کے ساتھ ہو جائے گا اور عُیَیْنَہ کی طرح بنو تمیم بھی اس کے متعلق یہ کہنا شروع کر دیں گے کہ بنو یَرْبُوع کی نَبِیَّہ قریش کے نبی سے بہتر ہے کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے ہیں اور سَجَاحؔ زندہ ہے۔ اس کے بعد وہ بنو تمیم کو ہمراہ لے کر مدینہ کی طرف کُوچ کرے گی، یہ اس کا پلان تھا، اور ابوبکرؓ کے لشکر سے مقابلہ کے بعد فتح یاب ہو کر مدینہ پر قابض ہو جائے گی۔ بہرحال سَجَاحؔ اور مالک بن نُوَیْرَہ کا آپس میں رابطہ بھی ہوا۔ سَجَاحؔ اپنے لشکر کے ہمراہ جب بنو یربوع کی حدود پر پہنچ گئی تو وہاں ٹھہر گئی اور قبیلہ کے سردار مالک بن نُوَیْرَہ کو بلا کر مصالحت کرنے اور مدینہ پر حملہ کرنے کی غرض سے اپنے ساتھ چلنے کی دعوت دی۔ مالک نے صلح کی دعوت تو قبول کر لی لیکن اس نے اسے مدینہ پر چڑھائی کے ارادے سے باز رہنے کا مشورہ دیا اور کہا کہ مدینہ پہنچ کر ابوبکر کی فوجوں کا مقابلہ کرنے سے بہتر یہ ہے کہ پہلے اپنے قبیلہ کے مخالف عنصر کا صفایا کر دیا جائے۔ سَجَاحؔ کو بھی یہ بات پسند آئی اور اس نے کہا کہ جو تمہاری مرضی ہے۔ میں تو بنو یربوع کی ایک عورت ہوں جو تم کہو گے وہی کروں گی۔ سَجَاحؔ نے مالک کے علاوہ بنو تمیم کے دوسرے سرداروں کو بھی مصالحت کی دعوت دی لیکن وَکِیْعؔ کے سوا کسی نے یہ دعوت قبول نہیں کی۔ اس پر سَجَاحؔ نے مالک، وَکِیْعؔ اور اپنے لشکر کے ہمراہ دوسرے سرداروں پر دھاوا بول دیا۔ گھمسان کی جنگ ہوئی جس میں جانبین کی کثیر تعداد، آدمی قتل ہوئے اور ایک ہی قبیلے کے لوگوں نے ایک دوسرے کو گرفتار کر لیا لیکن کچھ ہی عرصہ کے بعد مالک اور وکیع نے یہ محسوس کیا کہ انہوں نے اس عورت کی اتباع کر کے سخت غلطی کی ہے۔ اس پر انہوں نے دوسرے سرداروں سے مصالحت کر لی اور ایک دوسرے کے قیدی واپس کر دیے۔ اس طرح قبیلہ تمیم میں امن قائم ہو گیا۔ اب یہاں سَجَاحؔ نے جب دیکھا کہ اس کی دال گلنی مشکل ہے، جو مقصد لے کے آئی تھی وہ پورا نہیں ہو سکتا تو اس نے بنو تمیم سے بوریا بستر اٹھایا اور مدینہ کی جانب کوچ کر دیا۔ نِبَاجؔ کی بستی میں پہنچ کر اَوس بن خُزَیْمَہ سے اس کی مڈھ بھیڑ ہوئی جس میں سَجَاحؔ نے شکست کھائی اور اوس بن خزیمہ نے اس طرح پر اسے واپس جانے دیا کہ اس امر کا پختہ ارادہ کرے کہ وہ مدینہ کی جانب پیش قدمی نہیں کرے گی۔ اس واقعہ کے بعد اہلِ جزیرہ کی فوج کے سردار ایک جگہ جمع ہوئے اور انہوں نے سَجَاحؔ سے کہا اب آپ ہمیں کیا حکم دیتی ہیں۔ مالک اور وکیع نے اپنی قوم سے صلح کر لی ہے۔ نہ وہ ہمیں مدد دینے کے لیے تیار ہیں اور نہ اس بات پر رضامند کہ ہم ان کی سرزمین سے گزر سکیں۔ ان لوگوں سے بھی ہم نے یہ معاہدہ کیا ہے اور مدینہ جانے کے لیے ہماری راہ مسدود ہو گئی ہے۔ اب بتاؤ ہم کیا کریں؟ سَجَاحؔ نے جواب دیا کہ اگر مدینہ جانے کی راہ مسدود ہو گئی ہے تو بھی فکر کی کوئی بات نہیں تم یمامہ چلو۔ انہوں نے کہا اہلِ یمامہ شان و شوکت

میں ہم سے بڑھے ہوئے ہیں اور مسیلمہ کی طاقت اور قوت بہت زیادہ ہو چکی ہے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ جب اس کے لشکر کے سرداروں نے سَجاح سے آئندہ اقدام سے متعلق دریافت کیا تو اس نے جواب دیا کہ عَلَیْکُمْ بِالْیَمَامَۃِ، وَدُفُّوْادَفِیْفَ الْحَمَامَۃِ، فَاِنَّھَا غَزْوَۃٌ صَرَّامَۃٌ، لَا یَلْحَقُکُمْ بَعْدَھَا مَلَامَۃٌ کہ یمامہ چلو۔ کبوتر کی طرح تیزی سے ان پر جھپٹو۔ وہاں ایک زبردست جنگ پیش آئے گی جس کے بعد تمہیں پھر کبھی ندامت نہ اٹھانی پڑے گی۔ یہ مُسَجَّع مُقَفّٰی عبارت سننے کے بعد جسے اس کے لشکر والے وحی خیال کرتے تھے کہ نبی ہے۔ اس کو وحی ہوئی ہے۔ اس کے لیے ان کا حکم ماننے کے سوا کوئی چارہ ہی نہ تھا۔ اس کا حکم مانا۔

(حضرت ابوبکر صدیقؓ از محمد حسین ہیکل، مترجم شیخ احمد پانی پتی صفحہ 193 تا 198۔ اسلامی کتب خانہ)

(اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد 10 صفحہ 738 مطبوعہ لاہور)

سجاح جب اپنے لشکر کے ہمراہ یمامہ پہنچی تو مسیلمہ کو بڑا فکر پیدا ہوا۔ اس نے سوچا کہ اگر وہ سَجاح کی فوجوں سے جنگ میں مشغول ہو گیا تو اس کی طاقت کمزور ہو جائے گی۔ اسلامی لشکر اس پر دھاوا بول دے گا اور اردگرد کے قبائل بھی اس کی اطاعت کا دم بھرنے سے انکار کر دیں گے۔ یہ سوچ کر اس نے سَجاح سے مصالحت کرنے کی ٹھانی۔ پہلے اسے تحفے تحائف بھیجے۔ پھر کہلا بھیجا کہ وہ خود اس سے ملنا چاہتا ہے۔ اس نے مسیلمہ کو باریابی کی اجازت دے دی۔ مسیلمہ بنوحنیفہ کے چالیس آدمیوں کے ہمراہ اس کے پاس آیا اور خلوت میں اس سے گفتگو کی اور اس گفتگو میں مسیلمہ نے کچھ مسجع مقفیٰ عبارتیں سجاح کو سنائیں جن سے وہ بہت متاثر ہوئی۔ سَجاح نے بھی جواب میں اسی قسم کی عبارتیں سنائیں۔ سجاح کو پوری طرح اپنے قبضہ میں لینے اور ہمنوا بنانے کے لیے

مسیلمہ نے یہ تجویز پیش کی کہ ہم دونوں اپنی نبوتوں کو یکجا کر لیں اور باہم رشتہ ازدواج میں منسلک ہو جائیں،

شادی کر لیں۔ سجاح نے یہ مشورہ قبول کر لیا اور مسیلمہ کے ساتھ اس کے کیمپ میں چلی گئی۔ تین روز تک وہاں رہنے کے بعد یہ اپنے لشکر میں واپس آئی اور ساتھیوں سے ذکر کیا کہ اس نے مسیلمہ کو حق پر پایا ہے اس لیے اس سے شادی کر لی ہے۔ لوگوں نے اس سے پوچھا کہ کچھ مہر بھی مقرر کیا۔ اس نے کہا مہر تو مقرر نہیں کیا۔ انہوں نے مشورہ دیا کہ آپ واپس جائیں اور مہر مقرر کر کے آئیں کیونکہ آپ جیسی شخصیت کے لیے مہر کے بغیر شادی کرنا زیبا نہیں۔ چنانچہ وہ مسیلمہ کے پاس واپس گئی اور اسے مہر کے بارے میں اپنی آمد کے مقصد سے آگاہ کیا۔ مسیلمہ نے اس کی خاطر عشاء اور فجر کی نمازوں میں تخفیف کر دی۔ یعنی کہ عشاء اور فجر کی نمازوں میں کمی کر دی اور وہ بند کر دیں۔ بہرحال مہر کے بارے میں یہ تصفیہ ہوا کہ مسیلمہ یمامہ کی زمینوں کے لگان کی نصف آمد سجاح کو بھیجے گا۔ سجاح نے یہ مطالبہ کیا کہ وہ آئندہ سال کی نصف آمدنی میں سے اس کا حصہ پہلے ہی ادا کر دے۔ اس پر مسیلمہ نے نصف سال کی آمدنی کا حصہ اسے دے دیا جسے لے کر وہ جزیرہ واپس آ گئی۔ بقیہ نصف سال کی آمدنی کے حصول کے لیے اس نے اپنے کچھ آدمیوں کو بنو حنیفہ ہی میں چھوڑ دیا۔ سجاح بدستور بنو تغلب میں مقیم رہی۔ اس کے بارے میں یہ بھی آتا ہے کہ بعد میں اس نے توبہ کر لی اور اسلام قبول کر لیا بعض کے نزدیک حضرت عمرؓ کے زمانے میں اس نے اسلام قبول کیا یہاں تک کہ حضرت امیر معاویہؓ نے قحط والے سال اسے اس کی قوم کے ساتھ بنو تمیم میں بھیج دیا جہاں وہ وفات تک مسلمان ہونے کی حالت میں مقیم رہی۔

(حضرت ابوبکر صدیقؓ، از محمد حسین ہیکل، اردو ترجمہ از شیخ احمد پانی پتی ص 198-199)

(تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۲۷۱ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۲ء)

(البدایۃ والنہایۃ جلد ۷ صفحہ ۲۵۹ دار ہجر بیروت ۱۹۹۷ء)

حضرت ابوبکرؓ نے حضرت خالد بن ولید کو حکم دیا تھا کہ طُلَیحہ اَسَدی کے معاملے سے فارغ ہو کر مالِک بن نُوَیرہ کے مقابلے کے لیے جائیں جو بُطاح میں ٹھہرا ہوا تھا۔

(تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۲۵۷ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۲ء)

حضرت خالدؓ جب بُطاح آئے تو انہوں نے وہاں کسی کو بھی نہیں پایا۔ البتہ انہوں نے دیکھا کہ مالک کو جب اسے اپنے معاملہ میں تردد ہوا تو اس نے اپنے تمام ساتھیوں کو ان کی جائیداد کی دیکھ بھال کے لیے بھیج دیا اور اکٹھا ہونے کی ممانعت کی ہے۔ پہلے اس عورت سے علیحدگی بھی ہو چکی تھی یا شاید اس وجہ سے بھی اس میں خیال پیدا ہوا کہ مقابلہ مشکل ہے۔ بہرحال حضرت خالدؓ نے مختلف فوجی دستے ادھر ادھر روانہ کیے اور ان کو ہدایت کی کہ جہاں پہنچیں وہاں پہلے اسلام کی دعوت دیں جو اس کا جواب نہ دے اسے گرفتار کر لائیں اور جو مقابلہ کرے اسے قتل کر دیں۔ انہی دستوں میں سے ایک دستہ مالک بن نُوَیرہ کو جس کے ساتھ بنو ثَعلَبہ بن یَربُوع کے چند آدمی عاصِم، عُبَید، عَرِین اور جعفر تھے گرفتار کر کے خالد کے پاس ان کو لایا گیا۔ اس دستے کے لوگوں میں جن میں حضرت ابوقتادہؓ بھی تھے ان کا اختلاف ہو گیا۔ یہاں ایک روایت عروہ کے باپ سے ہے کہ اس موقع پر مہم کے بعد لوگوں نے تو شہادتیں دیں کہ جب ہم نے اذان دی، اقامت کہی اور نماز پڑھی تو ان لوگوں نے بھی ایسا ہی کیا مگر دوسروں نے کہا کہ نہیں ایسا کچھ نہیں ہوا۔ حضرت ابوقتادہؓ نے اس بات کی شہادت دی کہ انہوں نے اذان دی، اقامت کہی اور نماز پڑھی۔ اس اختلاف شہادت کی وجہ سے حضرت خالدؓ نے ان لوگوں کو قید کر دیا۔

(تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۲۷۲، ۲۷۳، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۲ء)

مالک بن نُوَیرہ کے قتل کے متعلق دو طرح کی روایتیں ملتی ہیں

یہ روایت ہے کہ مالک بن نُوَیرہ کو قتل کیا گیا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ اس رات اس قدر شدید سردی تھی کہ کوئی چیز اس کی تاب نہیں لاتی تھی۔ جب سردی اور بڑھنے لگی تو حضرت خالدؓ نے منادی کو حکم دیا۔ اس نے بلند آواز سے کہا کہ اَدْفِئُوْا أَسْرَاكُمْ کہ اپنے قیدیوں کو گرم کرو۔ یعنی ان کو سردی سے بچانے کا انتظام کرو لیکن بنوکنانہ میں یہ محاورہ مختلف تھا۔ یہاں کے محاورے میں اس لفظ کے معنی یہ تھے کہ قتل کرو۔ سپاہیوں نے اس لفظ کا مفہوم مقامی محاورے کے اعتبار سے یہ سمجھ لیا کہ ان قیدیوں کے قتل کا حکم دیا گیا ہے۔ اس پر انہوں نے ان سب کو قتل کر ڈالا۔ حضرت ضِرار بن اَزْوَر نے مالک کو قتل کیا اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ عبد بن اَزْوَر اَسَدی نے مالک کو قتل کیا تھا۔ مگر کلبی کہتے ہیں ضرار بن ازور نے ان کو قتل کیا تھا حضرت خالد بن ولیدؓ کو جب شور و غل سنائی دیا تو وہ اپنے خیمہ سے باہر آئے مگر اس وقت تک سپاہی ان سب قیدیوں کا کام تمام کر چکے تھے۔ اب کیا ہو سکتا تھا۔ انہوں نے کہا اللہ جس کام کو کرنا چاہتا ہے وہ تو بہرحال ہو کر رہتا ہے۔

(تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۲۷۳، ۲۷۴، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۲ء)

دوسری روایت یہ بھی ہے کہ حضرت خالدؓ نے مالک بن نُوَیرہ کو اپنے پاس بلایا۔ سَجاح کا ساتھ دینے اور زکوٰۃ روکنے کے سلسلہ میں اس کو تنبیہ فرمائی اور اسے کہا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ زکوٰۃ نماز کی ساتھی ہے یعنی دونوں ایک جیسے ہی حکم ہیں اور تم نے زکوٰۃ کو دینے سے انکار کر دیا تھا۔ مالک نے کہا تمہارے صاحب کا یہی خیال تھا یعنی بجائے اس کے کہتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خیال تھا۔ رسول کے بجائے صاحب یا ساتھی کہہ کر پکارا۔ حضرت خالدؓ نے فرمایا کیا وہ ہمارے صاحب ہیں۔ تمہارے صاحب نہیں؟ پھر حکم دیا اے ضِرار اس کی گردن اڑا دو۔ پھر اس کی گردن اڑا دی گئی۔

(سیدنا ابوبکر صدیقؓ شخصیت و کارنامے از ڈاکٹر علی محمد صلابی مترجم صفحہ 332 مکتبہ الفرقان مظفر گڑھ پاکستان)

اس کے مرنے کی ایک روایت یہ ہے۔

تواریخ کی روایات کے مطابق اس سلسلہ میں ابوقتادہ نے خالدؓ سے گفتگو کی اور دونوں کے درمیان بحث ہوئی اور ابوقتادہؓ حضرت خالدؓ سے اختلاف کرتے ہوئے لشکر کو چھوڑ کر حضرت ابوبکرؓ کے پاس چلے آئے اور حضرت ابوبکرؓ سے شکایت کی کہ خالدؓ نے مالِك بن نُوَیرَہ کو قتل کروایا ہے جبکہ وہ مسلمان تھا اور پھر اس کی بیوی سے شادی کر لی ہے اور نہ ہی عرب کے لوگ دورانِ جنگ اس طرح کی شادی کو اچھی بات سمجھتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے بھی ابوقتادہ کے موقف کی پُرزور حمایت کی۔

(تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۲۷۳-۲۷۴ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۲ء)

حضرت ابوبکرؓ ابوقتادہؓ سے اس بات پر سخت برہم ہوئے کہ وہ امیر لشکر حضرت خالدؓ کی اجازت کے بغیر لشکر کو چھوڑ کر مدینہ آئے ہیں اور ان کو حکم دیا کہ وہ حضرت خالدؓ کے پاس واپس جائیں۔ چنانچہ ابوقتادہ حضرت خالدؓ کے پاس واپس چلے گئے۔

(تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۲۷۳ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۲ء)

تاریخ طبری میں اس کی مزید تفصیل یوں مذکور ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں عرض کیا کہ خالدؓ ایک مسلمان کے خون کا ذمہ دار ہے اور اگر یہ بات ثابت نہ ہو سکے تو اس قدر تو ثابت ہے کہ جس سے ان کو قید کر دیا جائے۔ اس معاملے میں کہ قتل تو بہرحال ہوا ہے حضرت عمرؓ نے بہت اصرار کیا۔ چونکہ حضرت ابوبکرؓ اپنے عُمّال اور فوجی افسران کو کبھی قید نہیں کرتے تھے اس لیے انہوں نے فرمایا اے عمر! اس معاملے میں خاموشی اختیار کرو۔ خالد بن ولیدؓ سے اجتہادی غلطی ہوئی ہے۔ تم ان کے بارے میں ہرگز کچھ مت کہو اور حضرت ابوبکرؓ نے مالک کا خون بہا ادا کر دیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے خالد کو خط لکھ کر آنے کو کہا۔ وہ آئے اور انہوں نے اس واقعہ کی پوری تفصیل بیان کی اور معذرت چاہی۔ حضرت ابوبکرؓ نے ان کی معذرت قبول کی۔

(تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۲۷۳، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۲ء)

ایک روایت میں

حضرت خالدؓ کے مدینہ حاضر ہونے کا واقعہ

یوں بیان ہوا ہے کہ خالدؓ اس مہم سے پلٹ کر مدینہ آئے اور مسجد نبوی میں داخل ہوئے۔ جب مسجد میں آئے تو حضرت عمرؓ نے ان سے کہا تم نے ایک مسلمان کو قتل کر دیا اور پھر اس کی بیوی پر قبضہ کر لیا۔ بخدا میں تم کو سنگسار کروں گا۔ خالدؓ نے اس وقت ایک لفظ بھی زبان سے نہیں نکالا کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ حضرت ابوبکرؓ کا بھی یہی خیال ہے۔ وہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس چلے گئے۔ سارا واقعہ سنایا۔ معذرت چاہی اس پر حضرت ابوبکرؓ نے ان کی معذرت قبول فرمائی۔ حضرت ابوبکرؓ کی خوشنودی حاصل کر کے وہ اٹھ آئے۔ حضرت عمر مسجد میں بیٹھے تھے۔ خالد نے کہا: اے ام شَمْلَہ کے بیٹے! میرے پاس آؤ۔ کیا کہتے ہو۔ حضرت عمرؓ سمجھ گئے کہ حضرت ابوبکرؓ ان سے راضی ہو گئے ہیں جو حضرت خالدؓ اس طرح بات کر کے جا رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ خاموشی سے اٹھ کر اپنے گھر چلے گئے اور خالدؓ سے کوئی بات نہیں کی۔

(تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۲۷۴، دار الکتب العلمیة بیروت ۲۰۱۲ء)

ایک اَور روایت کے مطابق مالک کا بھائی مُتَمِّم بن نُوَیْرَہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس اپنے بھائی کا قصاص لینے آیا اور اس نے درخواست کی کہ ہمارے قیدی رہا کر دیے جائیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے قیدیوں کی رہائی کے لیے اس کی درخواست قبول کر لی اور حکم لکھ دیا اور مالک کی دیت ادا کر دی۔ حضرت عمرؓ نے حضرت خالدؓ کے متعلق ابوبکرؓ سے سخت اصرار کیا کہ ان کو برطرف کر دیا جائے اور کہا کہ ان کی تلوار میں بے گناہ مسلمان کا خون ہے مگر حضرت ابوبکرؓ نے کہا عمر! یہ نہیں ہو سکتا۔

میں اس تلوار کو جسے اللہ نے کفار کے لیے نیام سے نکالا ہے پھر نیام میں نہیں رکھوں گا۔

(تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۲۷۳، دار الکتب العلمیة بیروت ۲۰۱۲ء)

جب حضرت ابوبکرؓ نے دیت ادا کر دی تو شریعت کے مطابق انصاف تو پھر قائم ہو گیا اور مزید کارروائی کی ضرورت نہیں تھی اس لیے حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ اس قصے کو اب بند کرو۔

اس بارے میں مالک بن نُوَیْرَہ کا جو قصہ ہے، اس کے قتل کی بابت جو الزام ہے اس کا جواب دیتے ہوئے حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی لکھتے ہیں۔ تحفہ اثنا عشریہ ان کی کتاب ہے اس میں لکھتے ہیں کہ دراصل جو واقعہ پیش آیا اس کی تعبیر ان لوگوں نے صحیح بیان نہیں کی اور جب تک صحیح حالات نہ معلوم ہوں اس وقت تک اعتراض کی بے وقعتی ظاہر ہے۔ سیرت و تاریخ کی معتبر کتابوں میں اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ مدعی نبوت طُلَیْحَہ بن خُوَیلِد اَسَدِی کی مہم سے حضرت خالدؓ جب فارغ ہو کر نَواحِ بُطَاح کی طرف متوجہ ہوئے تو اطراف اور جوانب کی طرف فوجی دستے روانہ کیے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد اور طریقے کے مطابق ان کو ہدایت کی کہ جس قوم، قبیلہ اور گروہ پر چڑھائی کرو وہاں سے اگر تمہیں اذان سنائی دے تو وہاں قتل و غارت گری سے باز رہو۔ اگر اذان سنائی نہ دے تو اسے دار الحرب قرار دے کر پوری فوجی کارروائی کرو۔ اتفاقاً اس دستہ میں جناب ابوقتادہ انصاریؓ بھی تھے جو مالک بن نُوَیْرَہ کو پکڑ کر حضرت خالدؓ کے پاس لائے جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے بُطَاح کی سرداری ملی ہوئی تھی اور اس کے گردونواح کے صدقات کی وصولی بھی اسی کے سپرد تھی۔ جناب ابوقتادہؓ نے اذان سننے کی گواہی دی مگر اسی دستے کی ایک جماعت نے کہا کہ ہم نے اذان کی آواز نہیں سنی مگر اس کے پیشتر گردونواح کے معتبرین کے ذریعہ یہ بات حتمی اور ثبوتی طور پر معلوم ہو چکی تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی خبر سن کر مالک بن نُوَیْرَہ کے اہل خانہ نے خوب جشن منایا تھا۔ عورتوں نے ہاتھوں میں مہندی رچائی تھی، ڈھول بجائے تھے اور خوب خوب فرحت و شادمانی کا اظہار کیا تھا اور مسلمانوں کی اس مصیبت پر خوش ہوئے تھے۔ پھر مزید ایک بات یہ ہوئی کہ مالک بن نُوَیْرَہ سے سوال و جواب کے دوران اس کے منہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایسے الفاظ نکلے جس کے کفار اور مرتدین اپنی گفتگو میں عادی تھے اور استعمال کرتے تھے۔ یعنی قَالَ رَجُلُکُمْ اَوْ صَاحِبُکُمْ کہ تمہارے آدمی یا تمہارے ساتھی نے ایسا کہا۔ علاوہ ازیں یہ بات بھی منکشف ہو چکی تھی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی خبر سن کر مالک بن نُوَیْرَہ نے وصول شدہ صدقات بھی اپنی قوم کو یہ کہہ کر واپس کر دیے تھے کہ اچھا ہوا اس شخص کی موت سے تم نے مصیبت سے چھٹکارا پا لیا۔ ان حالات اور اپنے سامنے اس کی گفتگو کے انداز سے حضرت خالدؓ کو اس کے ارتداد کا یقین ہو گیا اور آپؓ نے اس کے قتل کا حکم دے دیا اور جب مدینہ میں اس واقعہ کی اطلاع پہنچی اور پھر جناب ابوقتادہؓ بھی آپؓ سے ناراض ہو کر دار الخلافہ پہنچے اور قصوروار حضرت خالد کو ہی ٹھہرایا۔ تو ابتداءً حضرت عمر فاروقؓ کا یہی خیال تھا کہ خون ناحق ہوا ہے اور قصاص واجب ہے مگر حضرت ابوبکرؓ نے حضرت خالدؓ کو طلب فرما کر تفتیش حال کی۔ ان سے پورا واقعہ پوچھا اور حالات و واقعات کا سارا راز آپ پر منکشف ہوا تو آپؓ نے ان کو بے قصور قرار دے کر ان سے کچھ تعارض نہ کیا اور ان کو اسی سابقہ عہدے پر بحال رکھا۔

(تحفہ اثنا عشریہ اردو صفحہ 517-518 مترجم خلیل الرحمٰن نعمانی دار الاشاعت کراچی 1982ء)

مالک بن نُوَیْرَہ کے قتل کے متعلق ایک اور مصنف لکھتے ہیں کہ مالک بن نُوَیْرَہ کے سلسلہ کی روایات میں بہت زیادہ اختلاف ہے۔ ان کے بارے میں جو روایات ہیں ان میں بہت اختلاف ہے کہ آیا وہ مظلوم قتل ہوا یا یہ کہ وہ قتل کا مستحق تھا۔

مالک بن نُوَیْرَہ کو جس چیز نے ہلاک کیا وہ اس کا کبر اور غرور اور تمرّد تھا۔

جاہلیت اس کے اندر باقی رہی ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ رسول کی اطاعت اور بیت المال کے حق زکوٰۃ کی ادائیگی میں ٹال مٹول نہ کرتا۔ یہ لکھتے ہیں کہ میرے تصور کے مطابق یہ شخص سرداری اور قیادت کا شوقین تھا اور ساتھ ہی ساتھ بنو تمیم کے سرداروں میں سے اپنے ان بعض اقارب سے اس کو خلش تھی جنہوں نے اسلامی خلافت کی اطاعت قبول کر لی تھی اور حکومت کے سلسلہ میں اپنے واجبات کو ادا کر دیا تھا۔ جو لوگ خلافت کی اطاعت میں آ گئے تھے اور زکوٰۃ وغیرہ ادا کر رہے تھے ان سے اس کو خلش تھی۔ اس کے اقوال و افعال دونوں ہی اس تصور کی تائید کرتے ہیں۔ اس کا مرتد ہونا اور سَجَاح کا ساتھ دینا، زکوٰۃ کے اونٹوں کو اپنے لوگوں میں تقسیم کر دینا، زکوٰۃ کا ابوبکر کو دینے سے روکنا، تَمَرُّد و عِصیان کے سلسلہ میں اپنے قرابت دار مسلمانوں کی نصیحتوں کو نہ سننا یہ سب اس پر فرد جرم ثابت کرتے ہیں اور اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ شخص اسلام کی بہ نسبت کفر سے زیادہ قریب تھا۔ ایک طرف مسلمان کہلاتا تھا، کہلانا چاہتا تھا اور دوسری طرف کفر کے قریب تھا اور اگر مالک بن نُوَیْرَہ کے خلاف کوئی حجت و دلیل نہ ہو تو اس کا صرف زکوٰۃ روک لینا ہی اس پر فرد جرم عائد کرنے کے لیے کافی ہے۔ متقدمین کے یہاں یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ اس نے زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کیا تھا۔ ابن عبدالسلام کی کتاب طبقات فُحُولُ الشُّعَرَآء میں ہے کہ یہ متفق علیہ بات ہے کہ خالد نے مالک سے گفتگو کی اور اس کو اس کے موقف سے پھیرنے کی کوشش کی لیکن مالک نے نماز کو تسلیم کیا۔ اس نے کہا نماز تو پڑھ لوں گا اور زکوٰۃ سے اعراض کیا اور شرح مسلم میں امام نَوَوِی مرتدین کے سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ انہی کے ضمن میں وہ حضرات بھی تھے جو زکوٰۃ کو تسلیم کرتے تھے اور اس کی ادائیگی سے رکے نہیں تھے لیکن ان کے سرداروں نے انہیں اس سے روک دیا۔ بعض لوگ چاہتے تھے کہ جن پر نمازوں کے ساتھ زکوٰۃ بھی فرض ہے وہ زکوٰۃ ادا کریں لیکن سرداروں نے اسے روک دیا اور ان کے ہاتھ پکڑ رکھے تھے جیسا کہ بَنُویَرْبُوع۔ انہوں نے اپنی زکوٰۃ اکٹھی کی اور اس کو ابوبکرؓ کے پاس بھیجنا چاہتے تھے لیکن مالک بن نُوَیْرَہ نے انہیں روک دیا اور ان کی زکوٰۃ کو لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے مالک بن نُوَیْرَہ کے معاملے میں پوری تحقیق کی اور اس نتیجہ پر پہنچے کہ خالد بن ولیدؓ مالک بن نُوَیْرَہ کے قتل کے اتہام میں بری ہیں۔ ابوبکرؓ اس سلسلہ میں حقائقِ امور سے دوسروں کی بہ نسبت زیادہ واقف تھے اور گہری نگاہ رکھتے تھے کیونکہ آپؓ خلیفہ تھے اور تمام خبریں آپؓ کو پہنچتی تھیں اور آپؓ کا ایمان بھی سب پر بھاری تھا۔ خالدؓ کے ساتھ تعامل میں آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی کر رہے تھے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد کو جو ذمہ داری سونپی اس سے انہیں کبھی معزول نہیں کیا اور اگرچہ ان سے بعض ایسی چیزیں صادر ہوئیں جن سے آپ مطمئن نہ تھے۔ آپ ان کے عذر کو قبول فرماتے اور لوگوں سے فرماتے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خالد کے عذر کو قبول فرماتے اور لوگوں سے فرماتے

خالد کو تکلیف مت پہنچاؤ۔ وہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے جسے اللہ تعالیٰ نے کفار پر مسلط کر دیا تھا۔

(ماخوذ سیدنا ابوبکر صدیقؓ شخصیت و کارنامے از ڈاکٹر علی محمد صلابی مترجم صفحہ 333 تا 334 و 337 مکتبہ الفرقان مظفر گڑھ پاکستان)

پھر ایک اَور اعتراض اسی ضمن میں آگے یہ بھی آتا ہے کہ حضرت خالدؓ نے ام تمیم بنت مِنہَال سے شادی کی تھی۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کے متعلق اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ آپؓ نے دوران جنگ لیلیٰ بنت مِنہَال سے شادی کی اور عدت گزرنے کا بھی انتظار نہیں کیا۔ اس شادی کے متعلق تاریخ طبری میں ان الفاظ میں ذکر ہے کہ حضرت خالدؓ نے ام تمیم مِنہَال کی بیٹی سے نکاح کیا تھا اور زمانہ طہر کو ختم کرنے کے لیے چھوڑ دیا تھا کیونکہ عرب

جنگ کے دوران عورتوں سے تعلقات کو برا سمجھتے تھے اور جو ایسا کرتا اسے طعنہ دیتے تھے۔

(تاریخ الطبری جلد۲ صفحہ ۲۷۳۔ دارالکتب العلمیة بیروت ۲۰۱۲ء)

علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ جب وہ یعنی لَیلیٰ بنت مِنْہَال حلال ہوگئی تو حضرت خالدؓ نے اس سے شادی کی۔

(البدایة والنہایة لابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۳۱۸ دارالکتب العلمیة بیروت)

علامہ ابن خَلِکّان لکھتے ہیں کہ ام تمیم نے تین مہینے گزار کر اپنی عدت پوری کی اور پھر حضرت خالدؓ نے اسے نکاح کا پیغام بھیجا جو اس نے قبول کر لیا۔

(وفیات الاعیان جزء۵ صفحہ۱۰ مطبوعہ دارالکتب العلمیة بیروت ۱۹۹۸ء)

حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ دراصل

یہ قصہ ہی من گھڑت ہے

اس لیے کہ کسی مستند اور معتبر کتاب میں اس کی کوئی روایت نہیں ملتی۔ بعض غیر معتبر کتابوں میں یہ روایت ملتی بھی ہے تو اس کا جواب بھی ساتھ ساتھ اسی روایت میں موجود ہے کہ مالک بن نُوَیْرَہ نے اس عورت کو ایک عرصہ سے طلاق دے رکھی تھی۔ یہ کہا جاتا ہے کہ مالک بن نُوَیْرَہ کی بیوی تھی اور اس کو قتل کر کے حضرت خالد بن ولیدؓ نے شادی فوراً کر لی اور اصل میں قتل ہی اس لیے کیا تھا کہ شادی کرنا چاہتے تھے لیکن بہرحال یہ کہتے ہیں کہ مالک بن نُوَیْرَہ نے اس عورت کو ایک عرصہ سے طلاق دے رکھی تھی اور اس نے جاہلیت کی پائیداری میں اسے یوں ہی گھر میں ڈال رکھا تھا۔ اسی رسم جاہلیت کے توڑنے پر قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی تھی۔ وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ جب تم عورتوں کو طلاق دے دو اور ان کی عدت پوری ہو جائے تو انہیں روکے نہ رکھو۔ لہٰذا اس عورت کی عدت تو کب کی پوری ہو چکی تھی اور نکاح حلال ہو چکا تھا۔ (تحفہ اثنا عشریہ مترجم خلیل الرحمان نعمانی صفحہ 518 دار الاشاعت کراچی 1982ء)۔ کیونکہ اس نے طلاق دے کر صرف اپنے گھر میں رکھا ہوا تھا۔

حضرت خالدؓ کی شادی کے متعلق ایک اَور مصنف لکھتے ہیں کہ ام تمیم کا نام لیلیٰ بنت سِنَان مِنْہَال تھا۔ یہ مالک بن نُوَیْرَہ کی بیوی تھی۔ حضرت خالدؓ کی اس سے شادی سے متعلق بڑا جدال واقع ہوا ہے۔ بڑی لڑائی جھگڑے ہوتے رہے، بڑی بحثیں چلیں۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ کچھ لوگوں نے خالد پر اتہام باندھا کہ وہ امِ تمیم کے حسن و جمال پر فریفتہ تھے اور اس سے عشق رکھتے تھے اس لیے صبر نہ کر سکے اور قید میں آتے ہی اس سے شادی کر لی۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ یہ شادی نہیں بلکہ زنا تھا لیکن یہ قول من گھڑت اور صریح جھوٹ ہے۔ اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے کیونکہ قدیم مراجع مصادر میں اس کی طرف اشارہ تک نہیں ملتا۔ جو بھی روایتیں ہیں یا سورسز (sources) ہیں ان میں کوئی ثبوت نہیں جو ثابت ہو رہا ہو۔

علامہ ماوَردی فرماتے ہیں کہ خالد نے مالک بن نُوَیْرَہ کو اس لیے قتل کیا تھا کہ اس نے زکوٰۃ روک لی تھی جس کی وجہ سے اس کا خون حلال ہو گیا تھا اور اس کی وجہ سے ام تمیم سے اس کا نکاح فاسد ہو گیا تھا اور مرتدین کی عورتوں کے سلسلہ میں شرعی حکم یہ ہے کہ جب وہ دارالحرب سے جا ملیں تو ان کو قید کیا جائے قتل نہ کیا جائے۔ جیسا کہ امام سَرْخَسِی نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جب ام تمیم قیدی بن کر آئی تو خالد نے اس کو اپنے لیے منتخب کر لیا اور جب وہ حلال ہوگئی تب اس نے اس سے ازدواجی تعلقات قائم کیے اور شیخ احمد شاکر اس مسئلہ پر تعلیق چڑھاتے ہوئے کہتے ہیں، مزید وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ خالدؓ نے ام تمیم اور اس کے بیٹے کو مِلکِ یمین کے طور پر لیا تھا کیونکہ وہ جنگی قیدی تھیں اور اس طرح کی خواتین کے لیے کوئی عدت نہیں۔ اگر وہ حاملہ ہو تو وضع حمل تک اس کے مالک کا اس کے قریب ہونا حرام ہے۔ اگر حاملہ نہیں ہے تو صرف ایک مرتبہ حیض آنے تک دور رہے گا۔ یہ مشروع اور جائز ہے اس پر طعن و تشنیع کی گنجائش نہیں لیکن خالد کے مخالفین اور دشمنوں نے اس موقع کو اپنے لیے غنیمت سمجھا اور اس زعم باطل میں مبتلا ہوئے کہ مالک بن نُوَیْرَہ مسلمان تھا اور خالد نے اس کو اس کی بیوی کے لیے قتل کر دیا۔ اسی طرح

خالد پر یہ اتہام لگایا گیا کہ انہوں نے اس شادی کے ذریعہ سے عرب کے عادات و اطوار کی مخالفت کی ہے۔

چنانچہ عقّاد کا کہنا ہے کہ خالدؓ نے مالک بن نُوَیْرَہ کو قتل کر کے اس کی بیوی سے میدانِ قتال میں شادی کی جو جاہلیت اور اسلام میں عربوں کی عادت کے خلاف اور اسی طرح مسلمانوں کی عادات اور اسلامی شریعت کے حکموں کے منافی ہے۔ عقّاد کا یہ قول سچائی سے بالکل دور ہے۔ عربوں کے ہاں اسلام سے قبل بہت دفعہ ایسا ہوتا تھا کہ جنگوں اور دشمنوں پر فتح یابی کے بعد خواتین سے شادیاں کرتے تھے اور انہیں اس پر فخر ہوتا تھا۔ ڈاکٹر علی محمد صلابی اس بارے میں لکھتے ہیں، یہ سارا واقعہ یہی بیان کر رہے ہیں کہ شرعی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو خالد نے ایک جائز کام کیا اور اس کے لیے شرعاً جائز طریقہ اختیار کیا اور یہ فعل تو اس ذات سے بھی ثابت ہے جو خالد سے افضل تھے۔ اگر خالد پر یہ اعتراض ہے کہ انہوں نے جنگ کے دوران میں یا اس کے فوراً بعد شادی کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ مُرَیْسِیع کے فوراً بعد جُوَیرِیہ بنت حارِث سے شادی کر لی تھی اور یہ اپنی قوم کے لیے بڑی بابرکت ثابت ہوئی تھیں کہ اس شادی کی وجہ سے ان کے خاندان کے سو آدمی آزاد کر دیے گئے کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سسرالی رشتہ میں آ گئے اور اس شادی کے بابرکت اثرات میں سے یہ ہوا کہ ان کے والد حارِث بن ضِرار مسلمان ہو گئے۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے فوراً بعد صفیہ بنتِ حُیَیّ بنتِ اَخْطَب سے شادی کی اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس سلسلہ میں اسوہ اور نمونہ موجود ہے تو عتاب اور ملامت کی کوئی وجہ نہیں۔

(سیدنا ابوبکر صدیقؓ شخصیت و کارنامے از ڈاکٹر علی محمد صلابی مترجم صفحہ 334 تا 336 مکتبہ الفرقان مظفر گڑھ پاکستان)

حضرت خالد بن ولیدؓ کو بلاوجہ اس پر الزام لگایا جائے اس لیے یہ تفصیل میں نے بیان کی ہے کہ بعض کم علم آج کل بھی یہ سوال اٹھاتے ہیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اصل میں یہ اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ اس بارے میں صحیح تھے اور حضرت ابوبکرؓ نے نَعُوْذُ بِاللّٰہِ انصاف سے کام نہیں لیا اور غلط رنگ میں حضرت خالد بن ولیدؓ کی حمایت کی ہے حالانکہ یہ ساری تفصیلات جو انہوں نے دیکھیں، حضرت ابوبکرؓ نے سارا جائزہ لیا پھر فیصلہ کیا اور اس سارے الزام سے حضرت خالدؓ کو بری فرمایا۔

حضرت خالدؓ کی یمامہ کی طرف روانگی

کے بارے میں آتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو یہ حکم دے رکھا تھا کہ وہ قبیلہ اَسَد، غَطَفَان اور مالک بن نُوَیْرَہ وغیرہ سے فارغ ہو کر یَمَامہ کا رخ کریں اور اس کی بڑی تاکید کر رکھی تھی۔ شَرِیك بن عَبْدَہ فَزَارِی بیان کرتے ہیں۔ میں ان لوگوں میں سے تھا جو معرکہ بُزَاخَہ میں شریک تھے۔ حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؓ نے مجھے خالد کی طرف روانہ کیا۔ میرے ساتھ

حضرت خالدؓ کے نام ایک خط

تھا جس میں لکھا تھا کہ اَمَّا بَعْدُ! تمہارے پیغام رساں کے ذریعہ سے تمہارا خط ملا۔ اس میں معرکہ بُزَاخَہ میں اللہ کی فتح اور نصرت کا تم نے ذکر کیا ہے اور اسد و غطفان کے ساتھ جو معاملہ تم نے کیا ہے وہ مذکور ہے اور تم نے تحریر کیا ہے کہ میں یمامہ کی طرف رخ کر رہا ہوں۔ تمہیں میری وصیت ہے کہ اللہ وحدہ لاشریک سے تقویٰ اختیار کرو اور تمہارے ساتھ جو مسلمان ہیں ان کے ساتھ نرمی برتو۔ ان کے ساتھ باپ کی طرح پیش آؤ۔ اے خالد! خبردار بَنِی مُغِیرہ کی نخوت و غرور سے بچنا۔ میں نے تمہارے متعلق ان کی بات نہیں مانی ہے جن کی بات میں کبھی نہیں ٹالتا۔ لہٰذا تم جب بنو حنیفہ سے مقابلہ میں اترو تو ہوشیار رہنا۔ یاد رکھو! بنو حنیفہ کی طرح اب تک کسی سے تمہارا مقابلہ نہیں پڑا۔ وہ سب کے سب تمہارے خلاف ہیں اور ان کا ملک بڑا وسیع ہے۔ لہٰذا جب وہاں پہنچو تو بذاتِ خود فوج کی کمان سنبھالو۔ میمنہ پر ایک شخص کو اور میسرہ پر ایک شخص کو اور شہسواروں پر ایک کو مقرر کرو۔ اکابرین صحابہ اور مہاجرین و انصار میں سے جو تمہارے ساتھ ہیں ان سے برابر مشورہ لیتے رہو اور ان کے فضل و مقام کو پہچانو۔ پوری تیاری کے ساتھ میدانِ جنگ میں جب دشمن صف بستہ ہوں تو ان پر ٹوٹ پڑو۔ تیر کے مقابلے میں تیر، نیزے کے مقابلے میں نیزہ، تلوار کے مقابلے میں تلوار۔ ان کے قیدیوں کو تلواروں پر اٹھا لو۔ قتل کے ذریعہ ان میں خوف و ہراس پیدا کرو۔ ان کو آگ میں جھونکو۔ خبردار میری حکم عدولی نہ کرنا۔ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ۔

یہ خط جب خالد کو ملا تو آپؓ نے اس کو پڑھا اور کہا ہم نے سن لیا اور ہم اس کی مکمل فرمانبرداری کریں گے۔ خالد نے مسلمانوں کو اپنے ساتھ تیار کیا اور بنو حنیفہ یعنی مسیلمہ یا جن کی سربراہی مسیلمہ کذاب کر رہا تھا ان سے قتال کے لیے روانہ ہوئے۔ انصار پر ثَابِت بن قَیس بن شَمَّاس امیر مقرر تھے۔ مرتدین میں سے جن سے راستہ میں واسطہ پڑتا اس کو عبرت ناک سزا دیتے۔ ادھر حضرت ابوبکرؓ نے پیچھے سے خالد کی حفاظت کے لیے ایک بہت بڑی فوج بہترین اسلحہ سے لیس روانہ کی تاکہ لشکرِ خالد پر کوئی پیچھے سے حملہ آور نہ ہو سکے۔ خالد کا گزر یمامہ کے راستے میں بہت سے بدو قبائل سے ہوا جو مرتد ہو چکے تھے۔ ان سے جنگ کر کے انہیں اسلام کی طرف واپس لائے۔ راستہ میں سَجَاح کی بچی کھچی فوج ملی ان کی خبر لی۔ انہیں قتل کیا اور عبرت ناک سزائیں دیں۔ پھر یمامہ پر حملہ آور ہوئے۔

(سیدنا ابوبکر صدیقؓ شخصیت و کارنامے از ڈاکٹر علی محمد صلابی مترجم صفحہ 353-354 مکتبہ الفرقان مظفر گڑھ پاکستان)

جنگ یمامہ کی تفصیل ان شاء اللہ آئندہ بیان ہو گی۔

☆...☆...☆

(الفضل انٹرنیشنل 03/ جون 2022ء)

وسیمہ اُپل۔ آسٹریلیا

خلافتِ احمدیہ۔ ایک حقیقت ایک نعمت

آج سے 130 سال قبل قادیان میں اللہ نے اپنے ایک بندے کو مبعوث فرمایا تا اسلام کو پھر سے زندہ کرے اور تمام ادیان پر غلبہ کا وعدہ پورا ہو۔ مسیح مہدیؑ امام آخر الزمان کی وفات کے بعد آپ کے کام کو جاری رکھنے کے لئے آپ کی جماعت میں اللہ کے وعدے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا قیام ہوا۔

(مشکوۃ باب تغیر الناس صفحہ 453، مسند احمد جلد 4 صفحہ 272 دار الفکر بیروت)

تاریخ کے حوالے سے یہ ثابت ہے کہ خلافتِ احمدیہ ہی سچ ہے کیونکہ:

- اس خلافت کو خدا کی تائید حاصل ہے
- اس خلافت کے ساتھ برکات وابستہ ہیں
- خلیفہ خدا کا منتخب بندہ ہوتا ہے
- خلیفہ کا ایک خاص مرتبہ ہے
- خلیفہ کے ساتھ محبت اور عقیدت کا تعلق ہوتا ہے
- اسی محبت کا تقاضا ہے کہ اُسکی اطاعت کی جائے
- اسی اطاعت کے لئے ہم خدا کے ساتھ ایک عہد کرتے ہیں تا اپنی ذمہ داریاں احسن طریق سے پوری کر سکیں
- قرآن کریم کے مطابق سلسلہ محمدیہ میں خلافت کا قیام سلسلہ موسویہ سے مشابہت کی وجہ سے ہے۔حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ ہر نیکی اور بدی میں دونوں سلسلوں میں ایک دوسرے سے مطابقت پائی جاتی ہے۔
- جیسے موسیٰؑ کی قوم میں حکومت اور خلافت ویسے ہی محمد ﷺ کی قوم میں
- جیسے موسیٰؑ کی قوم میں بادشاہوں نے خانہ جنگیاں کیں ویسے ہی محمد ﷺ کی قوم نے
- جیسے موسیٰؑ کی قوم کے اکثر بادشاہوں کا چال چلن خراب ویسے ہی محمد ﷺ کی قوم کے اکثر بادشاہوں کا
- جیسے موسیٰؑ کی قوم کا خاتم الخلفاء عیسیٰؑ ابن مریم ویسے ہی محمد ﷺ کا خاتم الخلفاء ابنِ مریم

اللہ تعالیٰ نے دونوں قوموں کو فرمایا تھا کہ تمہیں حکومت اور خلافت ملے گی پھر اللہ دیکھے گا کہ تم راستبازی پر قائم رہتے ہو یا نہیں۔

(الاعراف: 130، یونس: 15)

یعنی اگر نعمت کی قدر نہ کی تو تباہی بربادی آئے گی۔ اور تاریخ سے ثابت ہے کہ یہود نے اس نعمت کی قدر نہ کی اور اُن پر پہلی تباہی 587 قبل مسیح میں بابل کے بادشاہ بنوکدنضر کے ہاتھوں آئی۔ پھر اللہ نے رحم کیا اور خورس بادشاہ نے ان کو واپس یروشلم میں آباد کیا اور بیت المقدس کی پھر تعمیر ہوئی۔ لیکن یہود پھر بگڑے اور یونانیوں اور رومیوں کے ماتحت ہو گئے۔ اللہ نے عیسیٰ مسیح ابن مریم کو ان کی اصلاح کے لئے بھیجا مگر یہود نے ان کو نہ صرف مسترد کر دیا بلکہ صلیب پر مارنے کی کوشش کی اور دوسری بار تباہی بربادی ان کا نصیب بنی، نہ نبوت رہی نہ خلافت۔ ارضِ مقدس سے نکالے گئے اور ذلیل و خوار ہوئے۔

تاریخ کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے مسلمان بھی یہود کے نقشِ قدم پر چلے اور اُن سے بھی حکومت سلطنت اور خلافت جاتی رہی مگر اللہ نے اپنی رحمت سے اسلام کو مکمل تباہی سے بچا لیا کیونکہ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ کا وعدہ پورا ہونا باقی تھا۔

تاریخی حقائق اور خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا قیام

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا میرے اوّل کو آخر سے مشابہت ہے چنانچہ پہلی خلافت علیٰ منہاج النبوۃ آپ ﷺ کی وفات کے بعد قائم ہوئی اور تیس سال تک جاری رہی اس کے بعد بادشاہوں اور ملوکیت امیہ اور عباسی خلفاء کا دور 661 عیسوی سے 1258عیسوی تک رہا جس کو اسلام کا سنہری دور ادبی، ثقافتی، سائنسی ترقی اور علوم و فنون کے لحاظ سے کہا جاتا ہے۔ مگر خاتمہ قتل و خون اور تباہی و بربادی سے ہوا جو منگولز کے ہاتھوں ہوئی۔ سمرقند بخارا بغداد کی تباہی۔ لاکھوں کا قتلِ عام اور عظیم سرمایہ برباد ہوگیا یا چُرا کر ٹیمپلز لے گئے۔ اس کے بعد عثمانیہ سلطنت وسیع علاقے پر پھیلی جس میں اُردن، عرب، شام، مصر، مراکش، ایران اور یورپ کے مشرقی اور شمالی علاقے شامل تھے۔ سلطنتِ عثمانیہ کے آخری بادشاہ برائے نام خلیفہ تھے اور ظلم اور سفاکی میں مشہور۔ اس سلطنت کا زوال 1807ء سے 1866ء تک اقتصادی بدحالی اور اقربا پروری کی وجہ سے ہوا۔

1876ء میں برائے نام خلیفہ اور سلطان کو پارلیمنٹ کے تحت کر دیا گیا۔ 1908ء میں Young Turk Revolution نے خلافتِ عثمانیہ کے خاتمہ کی تیاری کر لی اور اٹلی اور سلطنتِ عثمانیہ نے Balkan Wars میں بہت نقصان اٹھایا۔ خلیفہ کے خلاف سازش کے نتیجہ میں سلطنتِ عثمانیہ کے کچھ حصے پر آسٹریا اور کچھ پر اٹلی نے قبضہ کر لیا۔ 1913ء میں سلطنتِ عثمانیہ کے 83 فی صد علاقے بڑی طاقتوں کے پاس جا چکے تھے اور 69 فی صد مسلمان آبادی بھی۔ جب 1914ء میں پہلی عالمی جنگ شروع ہوئی تو سلطنتِ عثمانیہ بلا وجہ جنگ میں ملوث ہوئی اور جرمنی کا ساتھ دیا۔ اس کے نتیجہ میں لاکھوں عرب مارے گئے اور بے شمار ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے۔ اس طرح جنگ کے ختم ہونے پر ایک معاہدے Treaty of Sevres of London کے تحت سلطنتِ عثمانیہ کے ٹکڑے کر کے بڑی طاقتوں نے آپس میں بانٹ لئے اور جو معمولی حصہ بچ گیا وہ ترکی کہلایا۔ اور اس طرح برائے نام خلافت اپنے اختتام کو پہنچی۔ یکم نومبر 1922ء کو The Grand National Assembly of Turkey نے اعلان کیا (ترجمہ):

’’اس خلافت کی کوئی حیثیت نہیں کیونکہ یہ اسلامی اقدار کی پابند نہیں اور اللہ کے نبی کی جانشین نہیں۔ خلیفہ میں کوئی ایسی خاصیت نہیں کہ اسکی عزت اور اطاعت کی جائے اور اسے اس ملک میں رہنے کی اجازت نہیں...‘‘

اسی طرح کی تحریر قاہرہ کی الازہر یونیورسٹی کے ریکٹر شیخ محمود ابو الفضل الجزاوی نے مارچ 1924ء میں تحریر کی۔ اور 16 مارچ 1924ء کو The Times New York نے سُرخی لگائی ”Caliphate Abolished“ (خلافت کا خاتمہ)۔ ہندوستان کے علماء اور مسلمانوں نے 1919ء سے 1924ء تک خلافت کو بچانے کے لئے تحریک چلائی جس کے سرکردہ لیڈر شوکت علی، محمد علی اور ابوالکلام آزاد تھے۔ مگر جب ترکی کے رہنما کمال اتاترک نے ہی خلافت کو ختم کرنے اور خلیفہ اور اُس کے خاندان کو ملک بدر کرنے کا اعلان کر دیا تو یہ تحریک ختم ہوگئی۔ یہ سب اللہ کی تقدیر اور اُس کے اذن سے ہوا کیونکہ 1908ء سے مومنین کی جماعت میں مسیح مہدیؑ کی وفات کے بعد خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا قیام ہو چکا تھا اور یہ ہے پہلا ثبوت اس خلافت کی سچائی کا۔ آج خلیفۃ المسیح مرزا مسرور احمد کا نام ہے۔ اسلام احمدیت میں خلیفہ کے طور پر دنیا کی تاریخ پر لکھ دیا گیا ہے ’’مسیح کا خلیفہ امیر المومنین‘‘۔

خلافتِ حقہ کے خلاف ناکام تحریکات

آج 2022ء ہے اور پچھلے سو سال کی تاریخ گواہ ہے کہ احمدیہ خلافت اور جماعت کے خلاف جو بھی تحریکات منظر عام پر آئیں وہ ہمیشہ ناکام ہوتی رہیں اور خلافتِ احمدیہ ترقی کی طرف گامزن رہی اور یہی اس خلافت کی سچائی کی دلیل ہے۔

1929ء میں ہندوستان میں عطاءاللہ شاہ بخاری نے احمدیت کے خلاف مجلس احرار الاسلام کے نام سے تنظیم قائم کی اور ہندوستان میں مذہبی فسادات کی بنیاد رکھی۔ پاکستان بننے کے بعد مولانا عبدالستار نیازی اور مودودی نے بھی اسی ایجنڈے پر کام کیا اور 1953ء کے فسادات میں احمدیوں کو جانی اور مالی نقصان کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن جلد مارشل لا نافذ ہوا اور ان سرکردہ رہنماؤں کو پھانسی کی سزا سنائی گئی جو بعد میں معاف کر دی۔ مجلس احرار الاسلام پر پابندی لگا دی گئی مگر انہی سرکردہ مذہبی لیڈروں نے اپنی تنظیم کو ختم نبوت تحریک کے نام سے جاری رکھا تا جماعت احمدیہ کے خلاف سرگرمیاں جاری رکھیں۔

حزب التحریر کے نام سے عالمی تنظیم 1953ء میں فلسطین میں قائم کی گئی جس کا مقصد اسلامی خلافت کو نئے سرے سے قائم کر کے اسلامی قوانین کا نفاذ عمل میں لانا تھا۔ آج ان کی شاخیں دنیا کے کئی ممالک میں موجود ہیں جبکہ پاکستان میں اس کا قیام 1990ء کی دہائی میں عمل میں آیا اور ان کے ممبرز کا مقصد کسی بھی اسلامی ملک میں خلافت کا قیام کرنا ہے اور امت کو ’’کُفر‘‘ کے چنگل سے نکالنا ہے اور اس کے لئے خلیفہ جہاد کا اعلان کرے گا۔

2001ء میں حزب التحریر نے خلافت کے قیام کے لئے باقاعدہ جہاد کا اعلان کر دیا اور کفر اور اسلام کی جنگ کے لئے انتہا پسند عسکری خود کش حملہ آور تیار کئے اور دہشت گردی کے نتیجہ میں ہزاروں لوگوں اور پاکستانی فوجیوں کی جانیں ضائع ہوئیں لیکن نہ تو خلافت قائم ہوسکی اور نہ ہی نظامِ مصطفیٰ کا نفاذ ہوا۔

2010ء سے 2016ء تک حزب التحریر نے دنیا میں خلافت قائم کرنے کے لئے سرگرمیاں تیز کر دیں اور ایک خونی انقلاب لا کر شام اور عراق کو ملا کر اسلامی ریاست کے قیام اور خلیفہ بنانے کا منصوبہ بنایا۔

پاکستان میں ڈاکٹر اسرار نے تنظیم اسلامی کے نام سے جماعت قائم کی تھی جب وہ جماعتِ اسلامی سے 1956ء میں الگ ہوا اور مقصد یہی تھا کہ وہ ایک مسلم ریاست کا قیام کر کے خلافت قائم کرے گا۔ اس طرح حزب التحریر اور تنظیم اسلامی کا ایک ہی مقصد تھا مگر ڈاکٹر اسرار احمد نے 2002ء میں تنظیم اسلامی کی قیادت کو خیرباد کہہ دیا۔ اور 2010ء میں وفات پائی کسی بھی مقصد کو حاصل کئے بغیر۔

حزب التحریر کے تحت ہی 29 جون 2014ء کو سیاسی خلافت کے قیام کے لئے سب سے بڑی سیاسی کوشش ISIS اور ''داعش'' کے نام سے منظر عام پر آئی اور اعلان کیا گیا ''ہم اسلامی ریاست بنا کر خلافت قائم کریں گے''۔ چنانچہ ان کے لیڈر ابو بکر البغدادی نے اعلان کیا کہ میں اسلامی ریاست عراق اور شام کا خلیفہ ہوں اور اُسے ''خلیفہ ابراہیم'' کا نام دیا گیا۔ دنیا کے اکثر ممالک نے اسکو ماننے سے انکار کر دیا اور کہا کہ یہ طریقہ اسلامی شریعت کے خلاف ہے۔ اس نام نہاد ''خلیفہ'' کی قیادت میں 2014ء سے 2019ء تک شام میں ظلم و بربریت، قتل اور تباہی بربادی کی ایک داستان رقم کر دی گئی۔ 19 مارچ 2019ء کو امریکہ نے شام کی فوج کے ساتھ مل کر ''داعش'' کے ان خونی جہادیوں کا خاتمہ کیا اور 26 اکتوبر کو امریکی صدر نے اعلان کیا کہ ابو بکر البغدادی مارا گیا۔

پس ایک بار پھر ثابت ہوا کہ انسانی کوششوں اور سیاسی ہتھکنڈوں سے خلافت قائم کرنا ممکن نہیں جبکہ اللہ کے وعدے کے مطابق مسیح مہدیؑ کی جماعت میں خلافت کا قیام ہو چکا ہے۔ اسی لئے ان منکرین کی سوچ غلط، تمام طریقے اور سرگرمیاں ظالمانہ اور اندھیروں میں بھٹکنا ان کا مقدر بن چکا ہے کیونکہ انہوں نے سورۃ النور کی روشنی سے فائدہ نہیں اٹھایا اور اندھے ہی رہے۔

احمدیہ خلافت کے خلاف بہت بڑی سیاسی کوشش 1974ء میں OIC کی میٹنگ میں لاہور میں بنائی گئی جس کا اجلاس 22 سے 24 فروری کو منعقد کیا گیا۔ اس میں پس پردہ پاکستان کے وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو اور جماعتِ اسلامی کو ایک ''task'' دیا گیا جس کے نتیجہ میں جماعتِ احمدیہ کی خلافت کو ختم کیا جا سکے اور شاہ فیصل کی حاکمیت کو ''امیر المؤمنین'' کے طور پر قبول کیا جائے۔ اس منصوبے کی تکمیل کے لئے پہلے احمدیوں کے خلاف فساد برپا کیا اور پھر قومی اسمبلی میں ''ڈرامہ'' رچا کر ایسے فیصلے کئے جن کا اسلامی تعلیم سے دور دور کا کوئی تعلق نہیں۔

معاندین کا بھیانک انجام

اس ساری کاروائی کے اکثر سربراہان کا انجام تاریخ میں درج ہے۔ شاہ فیصل کا قتل 1975ء میں۔ بھٹو کی حکومت کا خاتمہ اور پھانسی کی سزا پاکستان کے فوجی ڈکٹیٹر ضیاء الحق کے ہاتھوں۔ مگر پھر بھی گمراہ اور اندھے اللہ کی کتاب سے روشنی حاصل نہ کر سکے۔ پاکستان کے مذہبی لیڈروں نے ضیاء الحق کو مذہب کے نام پر اُکسایا۔ ''ختم نبوت'' کا کارڈ استعمال کیا اور اُسے ''امیر المؤمنین'' بنانے کے خواب دکھا کر ایک بار پھر جماعتِ احمدیہ کی خلافت کے خلاف منصوبہ بنایا اور ظالمانہ قوانین بنائے گئے تا مسیح مہدی کی جماعت اور خلافت کو نقصان پہنچایا جائے۔ یہ عقل کے اندھے نہ جانتے تھے کہ ان کے اوپر وہ عظیم ذات ہے جس کے منصوبے بہترین اُسی قادر خدا نے خلیفۃ المسیح اور خلافت کی حفاظت فرمائی اور 1984ء میں اُس جگہ ہجرت ہوئی جہاں سے احمدیہ خلافت کا ایک نیا سفر شروع ہونا تھا۔ یہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے مسیح مہدیؑ کی صداقت اور خلیفۃ المسیح کی دعاؤں کی قبولیت کا واضح ثبوت فراہم کیا جب ظالم ضیاء الحق آخرین کا فرعون ایک ہوائی حادثہ میں 17 اگست 1988ء کو محرم کے مہینہ میں حدیث کے مطابق عبرتناک انجام کو پہنچا۔ سچ ہے ''جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں''۔

ان واقعات نے ایک بار پھر ثابت کر دیا کہ خلافتِ احمدیہ ہی سچ ہے۔

آج اگرچہ دنیا کے مسلمان جانتے ہیں کہ صرف خلافت ہی اسلام کو دجّال سے بچا سکتی ہے اور امام کے تحت ہی ترقی نصیب ہوتی ہے کیونکہ وہ ایک ڈھال ہے اور اللہ کے رسول نے حذیفہؓ کو فرمایا تھا ''فتنوں کے وقت میں اُس جماعت کے ساتھ ہو جانا جس کا امام ہو''۔ آج مسلمانوں کے دگرگوں حالات اور خاص طور پر پاکستان کی اخلاقی، سماجی، اقتصادی اور مذہبی تباہی مسیح مہدیؑ امام آخر الزمان کے انکار کے نتیجہ میں ہے۔ ان کی تمام سرگرمیاں ظالمانہ، ان کی سوچ غلط اور گمراہی اور اندھیروں میں بھٹکنا ان کا مقدر بن چکا ہے۔ اس قوم نے تاریخ سے سبق نہیں سیکھا کیونکہ دل کی آنکھ سے محروم ہیں۔ آج بھی ان کی حکومتوں کے کارندے احمدیہ جماعت کے خلاف جھوٹ اور دشنام درازی سے باز نہیں آتے اور علی محمد خان جیسے قومی اسمبلی میں کھڑے ہو کر ''ختم نبوت'' کا بل پاس کرواتے اور خاتم النبیین کی نئی تشریح ایجاد کر کے دعویٰ کرتے کہ ہم نے قادیانیت کی کمر توڑ دی۔ کیسے بدبخت ہیں، نہیں جانتے کہ ہماری کمر نہیں بلکہ اِن کی مغرور گردن کو خدا نے توڑ دیا۔ ہم ان سب کو کہتے ہیں اے گمراہو! تمہاری لڑائی تو اُس رب العزت سچے وعدوں والے خدا کے ساتھ ہے جس نے بار بار اپنے مسیح مہدیؑ اور اس کی جماعت میں قائم خلافت کو سچا ثابت کیا۔

اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوفِ کردگار

پس میں نے آپ کے لئے تاریخ کے اوراق کو پلٹ کر یہی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ وہ خلافت جس کے ہم علمبردار ہیں وہ اللہ کے اذن سے قائم ہوئی ہے اور اسکو مٹانے کی ہر کوشش ناکام ہوتی رہی اور یہی اس خلافت کی صداقت کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نہ صرف اس کی حفاظت فرمائی بلکہ ہر خلیفہ کے وقت خوف کو امن میں بدلا اور اپنی تائید سے نوازا۔ 1908ء میں خلیفۃ المسیح الاوّل کے وقت انجمن کے نام پر سیاست کرنے والے ناکام ہوئے۔ 1914ء میں پھر فتنہ پرداز گروہ نے سیاست کا ڈھونگ رچایا۔ خواجہ کمال الدین، مولوی محمد علی اور عبدالحکیم کے چیلے ان سب کا ایمان متزلزل، حرکتیں منافقانہ اور سوچ شیطانی تھی کیونکہ انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی تحریر کو غلط رنگ میں پیش کر کے جماعت میں فتنہ پیدا کرنے کی کوشش کی۔ مولوی محمد علی نے جب کتاب ''The Split'' لکھی تو دسمبر 1921ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے آئینہ صداقت لکھ کر اس فتنہ کے بارے میں تمام حقائق واضح فرمائے۔ خلافت کے منکرین قادیان چھوڑ کر چلے گئے اور لاہور میں ''انجمن حمایت اسلام'' قائم کر لی۔ آج یہ ''خوارج'' اسلام کی کون سی خدمت کر رہے ہیں۔ کون سا ایجنڈا ہے جس پر کام ہو رہا ہے سوائے جھوٹ پر مبنی گمراہی پھیلانے کے۔ سچ تو یہ ہے کہ یہ سب سوکھی ٹہنیاں تھیں جن کو خدا نے کاٹ کر پھینک دیا اور جماعتِ احمدیہ کا درخت خلافت کے پانی سے ہرا بھرا ہے۔ ان خوارج کے بارے میں حضرت مسیح موعودؑ کو رویا میں دکھایا گیا تھا کہ فتنہ پیدا کریں گے خلافت میں مزاحم ہوں گے... (7 دسمبر 1892ء تذکرہ صفحہ 169)۔ نیز 6 اگست 1906ء میں رویا میں دیکھا کہ کثرت سے ''زنبور'' ہیں جو نیش زنی کا ارادہ رکھتے ہیں اور اللہ نے خبر دی کہ تمہارے اہل بیت محفوظ رہیں گے۔

ہم جانتے ہیں کہ آج بھی اللہ نے مسیح موعودؑ کے خاندان کے خلیفہ کو اپنے فضل سے اسی طرح کے ''خوارج'' سے محفوظ رکھا ہے۔ کیونکہ اُسی نے مسیح موعودؑ کو الہاماً کہا تھا ''اِنِّیْ مَعَکَ یَا مَسْرُوْرُ''

وہ خوارج جو خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے بارے میں کہتے تھے کہ کمزور ہے بیمار ہے جماعت کو نہ چلا سکے گا کتنے غلط تھے وہ نہ جانتے تھے کہ خدا کا سایہ اُس کے سر پر تھا۔ اللہ نے اُس کو شفاء دی۔ طاقت دی۔ علم دیا۔ فراست دی اور ثابت کر دیا کہ اللہ کی مدد ہمیشہ خلیفہ کے ساتھ ہوتی ہے۔ آج بھی اُن ''خوارج'' کے چیلے پیدا ہوتے رہتے ہیں کبھی غلام رسول چک 35 والا۔ کبھی مصری کبھی کریم اور کبھی جنبہ اینڈ کمپنی۔ یہ سب ناکام و نامراد۔ روشنی سے عاری۔ حقیقت سے نابلد۔ اللہ اور رسول کے احکامات سے بے بہرہ۔ اور احمدیت کی ترقی سے حسد کرنے والے اور خلافت کے منکر وہ خلافت جس کے سائے تلے آج جماعت 212 ممالک میں قائم ہے اور ترقی کر رہی ہے۔ یہی ہے خلافت کی صداقت کا ثبوت۔

خلیفہ کا مرتبہ اور اطاعت

حضرت مسیح موعودؑ نے خلیفہ کے مرتبہ کے بارے میں فرمایا ہے:

''خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے جو ظلّی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو اس واسطے رسول کریم نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو کیونکہ خلیفہ درحقیقت رسول کا ظلّ ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دُنیا کے وجودوں سے اشرف واَولیٰ ہیں ظلّی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دُنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔''

(شہادت القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 353)

چنانچہ جو بھی خلیفہ کا مرتبہ پہچانتا ہے اُسے قدرتی طور پر خلیفہ سے محبت ہوتی ہے اور یہ ایسا قدرتی جذبہ ہے جو چھوٹے بچوں میں بھی دکھائی دیتا ہے جو خلیفہ سے چمٹنا اُسکا ہاتھ پکڑنا اپنی سعادت سمجھتے ہیں اور محبت سے بات کرتے ہوئے آنسو بہاتے ہیں۔ ایک چھوٹی سی مسکراتی شامی بچی کی مثال جو خلیفۃ المسیح کو کہتی ہے:

I do not have any question to ask you. I just have to say it makes me very happy when I see you smile. And I love you

یہ وہ محبت ہے جو اللہ نے دل میں ڈال دی ہے یہ کوئی پیر پرستی نہیں۔

تجھ میں اک ایسی کشش ہے کہ بقولِ غالب
خود بخود پہنچے ہے گل گوشۂ دستار کے پاس

جب دلی عقیدت اور محبت ہوتی ہے تو اطاعت ایک قدرتی چیز ہے۔

ہم جانتے ہیں کہ خلیفہ نبی کا نائب ہوتا ہے اس لئے خلیفہ کی اطاعت اصل میں اللہ اور رسول کی اطاعت ہے چنانچہ حدیث میں ہے جس نے امیر کی اطاعت کی اُس نے گویا میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اُس نے گویا میری نافرمانی کی۔ اسی لئے جب ہم بیعت کرتے ہیں تو ہم یہی عہد کرتے ہیں کہ ہم خلیفہ کے ہر معروف حکم کی اطاعت کریں گے۔ اللہ اور نبی کی ہر بات ہر حکم معروف ہے اور خلیفہ کا ہر حکم قرآن اور حدیث کے مطابق ہے کیونکہ وہ خدا سے تائید یافتہ ہے۔ خلیفہ ہی تربیت کرتا ہے، پاکیزگی کے طریق بتاتا ہے، شریعت سکھاتا ہے تا اُس کے ماننے والے اعمالِ صالحہ بجا لائیں اور اللہ کی معرفت حاصل کریں۔ یہ کام انجمنیں نہیں کر سکتیں۔ آج اگر کوئی خلیفہ کی اطاعت کے بارے میں شک کرتا ہے اور خود فیصلے کر کے معروف اور غیر معروف کی لسٹ بنا رہا ہے تو وہ جان لے کہ قرآن کے مطابق وہ اطاعت کے دائرے سے نکل چکا ہے اور اندھیروں

بقیہ صفحہ 16 پر

صفدر نذیر گولیکی

سلیمان ابراہیم اشولا آف بینن کی یاد میں

مکرم سلیمان ابراہیم 31؍ مارچ 2022ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ

اللہ تعالیٰ غریق رحمت فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔

ان کا فیملی نام سلیمان تھا اور کیتو (Keto) کے رہنے والے تھے۔ ابتدائی عمر میں تو نابینا نہ تھے مگر رفتہ رفتہ بیماری کے باعث نابینا ہو گئے۔ میں نے انہیں 1991ء۔1992ء میں نابینا ہی دیکھا تھا۔ انکی کچھ زمینیں IDOGO اور IGANA میں تھیں جہاں یہ کاشت کرتے تھے۔

قبولیتِ احمدیت

ان کی قبولیت احمدیت کا واقعہ بہت ہی ایمان افروز ہے۔ 1984ء کی بات ہے کہ مانگری کے ایک احمدی آفوٹیین جو ان کے قریبی علاقے میں شفٹ ہو چکے تھے کے ہاں جڑواں بچے پیدا ہوئے چنانچہ تقریب عقیقہ میں احمدی احباب کے ساتھ ساتھ بعض غیر احمدی احباب بھی شامل تھے جن میں سے ایک ابراہیم اشولا صاحب بھی تھے۔ یہاں انہیں جماعت کے بارے میں علم ہوا۔ پروگرام میں ہی طے پایا کہ کیتو (Keto) شہر میں بھی ایک تبلیغی پروگرام کا انعقاد کیا جائے چنانچہ مقررہ دن، جمعہ کے روز گھانا سے مکرم عبدالوہاب آدم صاحب امیر گھانا، پورتونوو سے سکیرو داؤدا اور دیگر احمدی احباب یہاں پہنچ گئے۔ دوسری طرف کیتو شہر کے اماموں نے جماعت کے خلاف اس پروگرام کو ناکام بنانے کے لئے پیسہ دیکر بھی لوگوں کو آنے سے منع کیا ہوا تھا۔ 25 افراد جنہوں نے وہاں آنے کا وعدہ کیا تھا ان میں سے بھی چند ایک اور بابا اشولا صاحب ہی وہاں آئے۔ جماعت کا تعارف اور باتیں سن کر کہا کہ میں بیعت کرنے کے لئے تیار ہوں، امیر صاحب گھانا نے حالات کے پیشِ نظر کہا کہ آپ بیعت آئندہ کر لیں جس پر بابا اشولا صاحب نے پُرجذبات الفاظ میں جواب دیا کہ اگر میں اسی دوران مر جاؤں تو خدا کو کیا جواب دوں گا۔ حق کے واضح ہونے کے بعد کون مجھے خدا کی ناراضگی سے بچائے گا۔

بیعت کے بعد کے حالات

کیتو (Keto) کے علماء نے سخت مخالفت کی، گھر کو مسمار کر دیا، تین بیویاں اور بچے دور ہو گئے اور یہ کیتو سے نکل کر IDOGO اپنی زمینوں پر چلے گئے، آہستہ آہستہ بینائی بھی ضائع ہوگئی جس پر دشمن طعنہ زنی کرتے رہتے مگر اس مردِ مجاہد کے پاؤں میں کوئی لغزش نہ آئی۔

خاکسار کی بابا اشولا سے ملاقات

خاکسار 1991ء، 1992ء میں ان کے اس گاؤں گیا۔ پورتونوو سے تقریباً 60 کلومیٹر کا راستہ ہے جس میں سے 40 کلومیٹر کا راستہ بالکل کچا اور پُرپیچ جنگل کا راستہ تھا۔ ہم 12 بجے ان کے گاؤں پہنچے، کھانا ہم نے اپنے ساتھ ہی رکھا ہوا تھا۔ بہت پُرتپاک طریق پر ملے اور خوش آمدید کیا۔ ہم نے مل کر کھانا تناول کیا اور نمازیں ادا کیں۔

چندہ کی ادائیگی کی طرف توجہ

دوران ملاقات میں نے نظامِ چندہ اور اس کی برکات کے متعلق بتایا تو کہنے لگے کہ تفصیل سے مجھے اس بارہ میں سمجھائیں کہ چندہ کیا ہوتا ہے۔ جب میں نے بتایا تو مجھے ہاتھ سے پکڑ کر اپنے کنویں کی طرف لے گئے کہ پانی ناپید ہے تو کھیتی بالکل نہیں اور پھر اپنا ریوڑ دکھایا کہ بوجہ تنگ دستی جانور بھی نہیں ہیں لیکن آپ کی توجہ دلانے سے میں کوشش کرتا ہوں۔ خاکسار ان کی مسجد میں بیٹھ گیا، تین، چار گھنٹے تک خاکسار وہیں بیٹھا رہا کہ بالآخر بابا اشولا ہاتھ میں 10 فرانک کا ایک سکّہ لئے مسجد میں آگئے اور دکھایا کہ فی الحال تو یہی ملا ہے۔ میں نے سکّہ لیکر زمین پر رگڑ کر صاف کیا، رسید کاٹی اور دعائیں دیتے ہوئے شکریہ کے ساتھ وہاں سے روانہ ہوا۔

قریباً 6 ماہ بعد ایک دن اپنے بچے لیکر میرے پاس پورتونووو مشن ہاؤس آئے۔ مجھے مہمان نوازی کا موقع ملا۔ جانے سے قبل ایک ہزار فرانک چندہ ادا کیا اور بتایا کہ میری ہر چیز میں خدا نے برکت کی ہے۔ وہ باتیں جو آپ نے کہیں تھیں میں حقیقت میں مشاہدہ کرتا ہوں۔ میری آمدن میں ترقی ہوئی ہے۔ بینن کے احباب جانتے ہیں کہ کیسے ان 10 فرانک نے اپنا رنگ دکھانا شروع کیا اور ان کی افلاس کو امارت سے بدلا۔ اس کے بعد دوبارہ ہماری ملاقات 6 ماہ بعد بینن کے نیشنل جلسہ کے موقع پر ہوئی تو بہت زیادہ خوشی اور پُرتپاک انداز میں ملے اور 10,000 فرانک چندہ ادا کرتے ہوئے خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے۔ میرے پاس وہ الفاظ نہیں جن سے ان کی خوشی اور مسرت بیان کرسکوں۔

2017ء میں ملاقات

1996ء میں خاکسار کا تقرر واپس پاکستان کے لئے ہوا۔ خاکسار کے قیام کے دوران موصوف ہر سال 10,000 سیفا تک چندہ ادا کرتے رہے۔ 2017ء میں بینن کی پچاس سالہ تقریبات کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خاکسار مع فیملی کی شمولیت کو منظور فرمایا اور اجازت عطا فرمائی۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر بابا اشولا سے آخری ملاقات ہوئی۔

ملاقات کا حال

خاکسار نے جلسہ کے موقع پر ایک سیشن کی صدارت کی۔ مکرم بابا اشولا صاحب کو معلوم پڑا کہ میں ہوں اس خوشی میں کہ میں جلسہ پر آیا ہوں تو اٹھ کر میری طرف دوڑ پڑے۔ دوستوں نے سہارا دیکر مجھ سے ملوایا، بغلگیر ہوئے اور فرطِ جذبات میں زار زار رونے لگے۔ جب کچھ سنبھلے تو حال احوال کے بارے میں استفسار کرنے لگے۔ باتوں باتوں میں کہنے لگے کہ امیر صاحب آپ نے مجھے کیا نسخہ دیا تھا۔ ہر سال چندہ ادا کرتا ہوں اور خدا کے ان گنت فضلوں کا مشاہدہ کرتا ہوں۔ کیتو (Keto) شہر جہاں سے ایک وقت نکلنا پڑا تھا وہاں اپنا مکان تعمیر کر چکا ہوں۔ اللہ نے بہت نوازا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

یہ ایمان افروز ملاقات میرے ذہن میں نقش ہو چکی تھی۔ اس کی لذت اس 10 فرانک کے ایک زنگ لگے سکے سے شروع ہوئی تھی جو ہزاروں

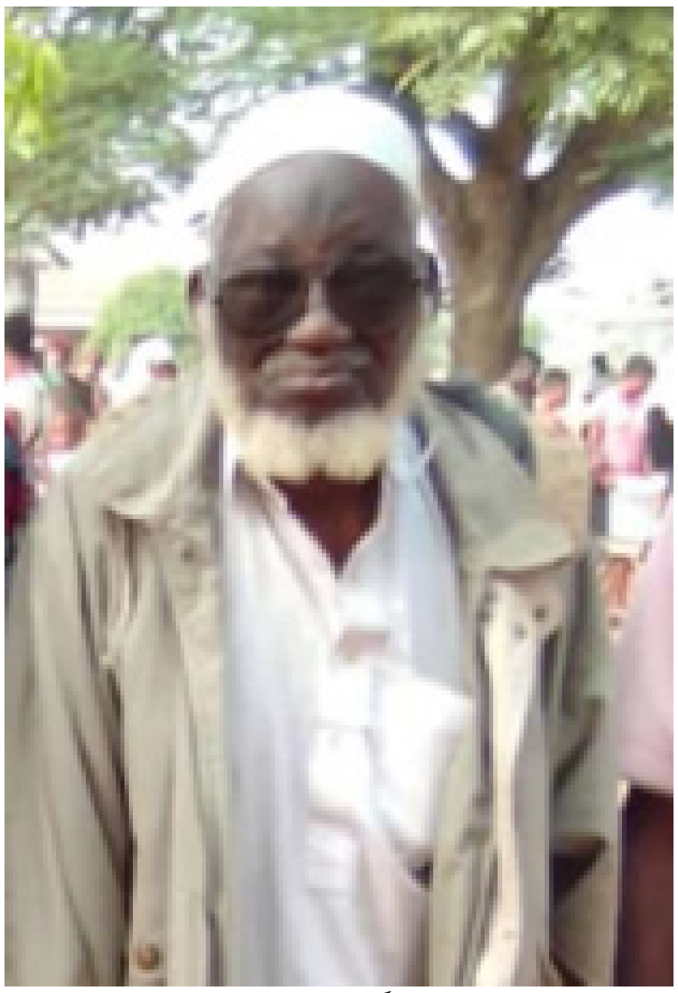

اور پھر لاکھوں میں بدلتی گئی اور کبھی کم نہیں ہوئی۔ اب جبکہ بابا اشولا اس دنیا میں نہیں رہے تو اس واقعہ کی لذت ان کی یاد کو تازہ رکھتی ہے۔

مرحوم اپنے نام اشولا یعنی برکتوں کا سر چشمہ (Source of Fountain of bounties) جماعت کے لئے ثابت ہوئے۔ نہایت عاجزی، انکساری اور بہادری سے زندگی گزاری۔ بینن میں اب ہر طرف جماعتیں ہی جماعتیں پھیل گئی ہیں۔ بینن میں 300 سے زائد پختہ خوبصورت مساجد تعمیر ہو چکی ہیں۔ سینکڑوں کی تعداد میں جماعتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو ایسے ایسے فدائی وجود عطا فرمائے ہیں جن کی قربانیاں رہتی دنیا تک یاد رکھی جائیں گی۔

اللہ تعالیٰ میرا بھی انجام بخیر کرے اور دلی آرزو ہے کہ افریقہ کی کسی زمین پر ایسی سعید روحوں کی آبیاری کرتے جان خدا کے حضور پیش ہو اور وہیں مقبرہ بنے۔ آمین

اعلان ولادت

• مکرمہ زاہدہ راحت۔ برمپٹن، کینیڈا سے یہ اعلان بھجواتی ہیں

اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل و کرم سے میرے بڑے بیٹے عزیزم فرحان احمد حمزہ قریشی (مربی سلسلہ، استاد جامعہ احمدیہ و نمائندہ الفضل آن لائن کینیڈا) اور بہو عزیزہ صائمہ فرحان کو مؤرخہ 18؍ اپریل 2022ء کو بیٹا عطا فرمایا ہے۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

نومولود کا نام ’’بشیر احمد سعد قریشی‘‘ رکھا گیا ہے اور بچہ خدا تعالیٰ کے فضل سے وقفِ نو کی مبارک تحریک میں شامل ہے۔ عزیزم بشیر احمد سعد سلّمہ ربّہٗ مکرم عبدالحلیم قریشی اور خاکسار کا پوتا ہے اور مکرم عرفان محمود ملک اور محترمہ عظمیٰ ناہید سہگل۔ برمپٹن، کینیڈا کا نواسہ ہے۔ نیز بچہ مکرم عبدالمنان قریشی مرحوم اور مکرم الحاج چوہدری بشیر احمد مرحوم سابق نیشنل سیکرٹری وصایا و رشتہ ناطہ کینیڈا کا پڑپوتا ہے۔

قارئین الفضل کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت و عافیت والی لمبی، فعال اور بامراد عمر عطا فرمائے۔ سعادت مند، صالح اور خادمِ دین بنائے اور والدین اور خاندان کے لئے قرۃالعین ہو۔ آمین

رپورٹ: احمد طاہر مرزا۔ نمائندہ روزنامہ الفضل آن لائن، لندن

89 واں جلسہ سالانہ گھانا، مغربی افریقہ

جماعت احمدیہ مسلم مشن گھانا کا 89 واں نیشنل جلسہ سالانہ (دو روزہ) مورخہ 27-28 مئی 2022ء بروز جمعۃ المبارک و ہفتہ کو بمقام بستان احمد، اگبوگبا اشونگمن Agbogba Ashongman، اکرا گھانا میں بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوگیا، فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک۔ یہ جلسہ COVID-19 کی عالمگیر وبائی مرض کی وجہ سے دو سال کے تعطل کے بعد محدود پیمانے پر، نیز سیکیورٹی ہدایات کو مدنظر رکھتے ہوئے بستان احمد اکرا میں منعقد ہوا۔

جماعت احمدیہ گھانا کی یہ قدیمی روایت ہے کہ ہر سال جلسہ کے لئے ایک تصور Theme پیش کرتی ہے اور جلسہ سالانہ کے زیادہ تر پروگرام اسی کے مطابق ہوتے ہیں۔ امسال جلسہ سالانہ کا تھیم تھا۔

Khilafat e Ahmadiyya: a Tool for Authentic Islamic Revival

یعنی ’’خلافتِ احمدیہ: مستند اسلامی احیاء کا ایک ذریعہ‘‘۔

اس جلسہ کی تیاری کے لئے افسر جلسہ سالانہ و نائب امیر ثانی مکرم الحاج عبد الوہاب صاحب عیسیٰ اور ان کی ٹیم نے بھرپور محنت کی اور قلیل وقت کے عرصہ میں اعلیٰ انتظامات کئے۔ تاہم مجلس خدام الاحمدیہ گھانا اکرا ریجن نے بھی بستان احمد جلسہ گاہ میں ریجنل مرکزی مبلغ اکرا مولوی نعمت اللہ طائر صاحب کی زیر نگرانی چار اجتماعی وقار عمل کئے جن میں اوسطاً 60 خدام نے حصہ لیا تا کہ اس مقام کو جلسہ گاہ کے لئے تیار کرسکیں۔ فَجَزَاھُمُ اللّٰہُ اَحْسَنَ الْجَزَآءِ۔

امسال جماعت احمدیہ گھانا کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ایسا ہوا کہ مرکزی جلسہ گاہ کے لئے دیگر مرکزی سنٹرز بھی آڈیو ویڈیو لنکس کے ذریعہ جلسہ سالانہ کا حصہ بنے۔ جن میں اکرا، ٹمالے، منکسیم، اپرویسٹ وا، اور کماسی اشانٹی ریجن شامل تھے۔

27 مئی بروز جمعۃ المبارک، پہلا دن

احباب جماعت کی اس جلسہ کے لئے آمد کا سلسلہ صبح آٹھ بجے ہی شروع ہوگیا تھا۔ مکرم امیر و مبلغ انچارج الحاج مولوی نور محمد بن صالح کی آمد سے قبل حاضرین جلسہ اس جلسہ کے افتتاح کے لئے منتظر تھے۔ مکرم امیر صاحب کی آمد 9 بج کر 35 منٹ پر ہوئی۔ آپ نے حسبِ روایت لوائے احمدیت لہرایا جبکہ گھانا کا قومی پرچم مکرم الحاج الحسن قنسا Qansah ایم پی اسیکوما Odobinbrakwa گورنمنٹ آف گھانا (جو کہ احمدی وزیر ہیں) نے لہرایا۔ لواء لہرانے کے بعد حسب روایت مکرم امیر صاحب گھانا نے جلسہ کی استقبالیہ ٹیم اور مرکزی عاملہ کے ممبران کے ہمراہ جلسہ گاہ کا راؤنڈ کیا اور حاضرین جلسہ کا پرجوش استقبال کرنے پر شکریہ

ادا کیا۔ اس دوران جلسہ کی فضا جماعتی روایتی نعروں سے گونجتی رہی جن میں مقامی زبان کے روایتی نعرے بھی شامل تھے۔

قریباً دس بجے سورۃ النور کی آیات استخلاف کی تلاوت قرآن کریم سے اس مبارک جلسہ کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ جس کے بعد جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا کے ایک طالب علم نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اردو منظوم کلام خوش الحانی سے پیش کیا۔ پھر مقامی ترانوں کے بعد 10:20 پر مکرم امیر صاحب نے افتتاحی خطاب کیا جس میں آپ نے بتایا کہ دو سال کے توقف کے بعد الحمد للہ آج ہم پھر جلسہ سالانہ کا انعقاد کرنے میں کامیاب ہو رہے ہیں۔ گزشتہ تین سالوں میں کووڈ 19 کی وبا نے ہماری زندگیوں کو بدل کر رکھ دیا ہے جس سے ہم سب بھی بہت متاثر ہوئے۔ امید ہے کہ 2023ء کا جلسہ سالانہ جماعت گھانا کا حسب سابق بھرپور جلسہ سالانہ ہوگا۔

مکرم امیر صاحب نے بتایا کہ اس عالمی وبا کی وجہ سے ہماری صد سالہ تقریبات بھی تعطل کا شکار ہوئیں۔ جماعت احمدیہ گھانا اب اپنے قیام کی تاریخ کی ایک صدی مکمل کرچکی ہے کیونکہ اس زمانے کے گولڈ کوسٹ اور عصر حاضر کے گھانا میں احمدیت کا آغاز یکم مارچ 1921ء کو الحاج حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب نیرؓ کی آمد سے ہوا تھا۔ اس لحاظ سے گزشتہ سال جماعت احمدیہ گھانا کی بنیاد کو سو سال پورے ہوچکے ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ۔ امید ہے کہ ہمارا صد سالہ جلسہ 2024ء میں ہوگا جو ان شاء اللہ ایک عظیم الشان جلسہ ہوگا جس میں دنیا بھر سے نمائندگان شامل ہونے کی توقع ہے۔

مکرم امیر و مشنری انچارج گھانا کے خطاب کے بعد منکسم زون سے ویڈیو لنک کے ذریعہ ترانے پیش کئے گئے۔ جس کے بعد سوا گیارہ بجے مکرم مولوی نعیم محمود احمد چیمہ صاحب نے

Khilafat and its Significance in Contemporary Human Society

عصر حاضر میں انسانی معاشرے میں خلافت کی اہمیت کے موضوع پر چالیس منٹ کی تقریر کی جس میں آپ نے قرآن و حدیث، ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام و خلفائے سلسلہ احمدیہ کی روشنی میں عصر حاضر میں خلافت کی اہمیت کو اجاگر کیا اور دوران تقریر بعض روح پرور واقعات بھی سنائے جن سے حاضرین جلسہ بہت محظوظ ہوئے۔ مکرم چیمہ صاحب کی تقریر کے بعد مقامی خدام نے ترانے پیش کئے جس سے جلسہ گاہ بستان احمد کی فضا مسرور ہوگئی۔

27 مئی یوم خلافت خطبہ جمعہ حضور انور

پہلے سیشن کے بعد وضو و تیاری جمعہ کے لئے مختصر وقفہ ہوا اور آج کی تقریب کا روح رواں پروگرام یعنی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ جمعہ ستائیس مئی یوم خلافت کے موضوع پر براہ راست سنا اور دیکھا گیا۔ سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ستائیس مئی کے خطبہ جمعہ میں جماعت احمدیہ گھانا کے 89 ویں جلسہ سالانہ کا بھی ذکر فرمایا جس میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

پیغام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

’’آج گھانا جماعت اپنا جلسہ کر رہی ہے۔ دو روزہ جلسہ ہے 27، 28 کو اور بستان احمد میں یہ جلسہ ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے ملک بھر میں 119 سنٹرز بنائے ہیں۔ ان میں بھی پانچ بڑے اجتماعی سینٹرز ہیں اور ان کا رابطہ آپس میں بھی آڈیو ویڈیو کے ذریعہ سے ہے۔ گھانا جماعت کی ابتداء فروری 1921ء میں ہوئی تھی مولانا عبد الرحیم نیر صاحب رضی اللہ عنہ یہاں لندن سے روانہ ہو کر گھانا پہنچے تھے۔

گزشتہ سال گھانا جماعت اپنا سو سالہ تقریبات کا پروگرام کرنا چاہتی تھی لیکن کووڈ کی وجہ سے ممکن نہیں ہوسکا اس لئے انہوں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ 2022ء اور 2023ء دو سال یہ پروگرام جاری رہے۔ اللہ تعالیٰ اگلا جلسہ بھی ہر لحاظ سے بابرکت کرے اور ان کو اخلاص و وفا میں اسی طرح بڑھاتا چلا جائے۔ آمین۔

اس طرح گیمبیا کا بھی آج جلسہ سالانہ ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو بھی ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 27 مئی 2022ء)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ جمعہ کے بعد مکرم امیر صاحب نے جلسہ گاہ میں خطبہ جمعہ دیا اور نماز جمعہ و عصر جمع کر کے ادا کی گئیں۔ جس کے بعد حاضرین جلسہ کو کھانا پیش کیا گیا۔ الحمد للہ کہ اس طرح اس جلسہ سالانہ کا پہلا دن کا پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

28 مئی بروز ہفتہ جلسہ سالانہ کا دوسرا روز

جلسہ کے دوسرے دن گزشتہ روز کی طرح صبح آٹھ بجے سے ہی احباب جماعت جلسہ گاہ میں پہنچنا شروع ہوگئے تھے۔ مکرم امیر صاحب گھانا قریباً 9:40 پر جلسہ گاہ پہنچے اور حسب سابق جلسہ گاہ کا راؤنڈ کیا اور حاضرین جلسہ کے پرتپاک استقبال کا ہاتھ لہرا کر شکریہ ادا کیا۔ یہ نظارے قابل دید تھے جب جلسہ کی فضا فلک شگاف نعرہ ہائے تکبیر اور دیگر جماعتی نعروں سے گونج رہی تھی۔۔ جلسہ کے پروگراموں کا باقاعدہ آغاز سوا دس بجے تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم حافظ عثمان بیبوا، Koranteng طالب علم جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل نے کی۔ اس کے بعد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عربی قصیدہ مکرم حافظ ابراہیم حنیف

Balimbobgu لیکچرار جامعہ انٹرنیشنل نے ترنم سے پیش کیا۔

آج کے جلسہ کی پہلی تقریر مولوی محمد اوپوکو Opoku زونل مبلغ کاسوا Kasoa نے کی جس کا موضوع Quranic Teachings on Islamic Etiquette یعنی اسلامی آداب و اخلاق اور قرآنی تعلیمات۔ مکرم مولوی صاحب نے قرآنی آیات، احادیث نبویہ ﷺ نیز کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات سے مزین بہت معلوماتی تقریر کی۔ دوران تقریر حسب روایت نعروں سے جلسہ گاہ معطر رہی۔

پھر اشانٹی ریجن کے خدام نے کماسی، اشانٹی ریجن سے براہ راست مقامی زبان میں دینی ترانے پیش کئے۔

(دائیں سے بائیں، مسٹر عباس ولسن جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ گھانا، مکرم الحاج نور محمد بن صالح امیر و مشنری انچارج گھانا، مکرم عبد الوہاب عیسیٰ، نائب امیر ثانی و افسر جلسہ سالانہ، عقب میں چشمہ والے مکرم ناصر احمد بونسو صدر ملک مجلس خدام الاحمدیہ گھانا)

آج کی دوسری تقریر مکرم مولوی علیم محمد صاحب مبلغ سلسلہ، (متعین دفتر احمدیہ مسلم مشن ہیڈ کوارٹرز اکرا) نے کی جس کا موضوع:

Allah's Support for His Righteous Servants:The Examples of the Promised Messiah and his Companions

تھا یعنی خدا تعالیٰ کی اپنے نیک بندوں کی تائید و نصرت کے واقعات: حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپکے صحابہؓ کی مثالیں۔ نصف گھنٹہ کی یہ پرتاثیر تقریر بارہ بجے دن کو مکمل ہوئی جس میں مکرم مولوی صاحب موصوف نے جلسہ گاہ کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیات طیبہ سے تائید الٰہی کے روح پرور واقعات اور صحابہ کرام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگیوں کے قبولیت دعا اور نصرت الٰہی کی مثالوں سے مسحور کر دیا۔ آپ کی تقریر کے دوران احباب جماعت نے جوشیلے نعروں سے مکرم مولوی صاحب کو خوب داد دی۔ اس تقریر کے بعد اپر ویسٹ کے خدام نے Wala سے ویڈیو لنک کے ذریعے Twi چوئی زبان میں نغمات احمدیت پیش کئے۔

مولوی علیم محمود صاحب کے بعد اگلی تقریر ''نظام جماعت کی ضرورت اور مطابقت'' مکرم عبد النور وہاب صاحب، (ابن مولانا عبد الوہاب آدم، سابق امیر و مشنری انچارج گھانا) زونل صدر، کوفوریڈوا نے کی۔ جس میں نظام جماعت اور ذیلی تنظیموں کا تعارف اور اس کی پیروی کرنے کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ آپ کی تقریر کے بعد اپر ویسٹ ریجن کے خدام نے مقامی نغمات پیش کئے۔

وقف نو گھانا

بعدہ ''وقف نو کی سکیم'' کے موضوع پر کوآرڈینیٹر وقف نو گھانا حافظ مولوی محمد ثانی فارغ التحصیل جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا نے تقریر کی۔ جس میں آپ نے وقفِ نو کی مختصر تاریخ اور خلفائے سلسلہ کے ارشادات کی روشنی میں اس کا تعارف پیش کیا اس سکیم کا اجراء سیدنا حضرت خلیفة المسیح الرابعؒ نے اپریل 1987ء میں فرمایا تھا۔ اپنی تقریر میں مکرم مولوی صاحب نے گھانا میں وقف نو کی ابتدائی تاریخ اور اسکی موجودہ صورت حال کا جائزہ پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے شعبہ وقف نو گھانا کے تازہ ترین اعداد و شمار کے مطابق 1436 واقفین نو اس تحریک میں شامل ہو چکے ہیں۔ اس تعارفی تقریر کے بعد والدین سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ اپنے عزیز بچوں کو اس بابرکت وقف نو سکیم میں پہلے سے بڑھ چڑھ کر پیش کریں گے۔ آج جلسہ کے دوسرے دن کی یہ آخری تقریر تھی۔

وقف نو کی اس تقریر کے بعد مکرم امیر و مشنری انچارج نے اپنے اختتامی خطاب سے حاضرین جلسہ کو نوازا۔ اپنے خطاب کے آغاز میں گھانا کی سیکیورٹی اداروں اور پولیس ڈیپارٹمنٹ کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے اس جلسہ کے لئے سیکیورٹی فراہم۔ نیز افسر جلسہ سالانہ اور ان کی جملہ ٹیم کو احسن انتظامات کرنے پر مبارک باد پیش کی۔ علاوہ ازیں مجلس خدام الاحمدیہ گھانا، سوشل میڈیا کی جماعتی ٹیم اور MTA افریقہ کا بھی شکریہ ادا کیا جنہوں نے اس جلسہ کو لائیو کورج کیا۔

یہ جلسہ فیس بک، ٹویٹر اور یوٹیوب کے ذریعہ بھی لائیو پیش کیا گیا۔

اس جلسہ کو ایم ٹی اے افریقہ کے علاوہ دو مقامی ٹی وی چینل Gaskia TV اور ITV نے بھی کوریج دی۔ Gaskia ٹی وی اور Insania ٹی وی کے مالکان دونوں بفضلہ تعالیٰ احمدی ہیں۔

مکرم امیر و مشنری انچارج گھانا نے اپنے خطاب میں حاضرین جلسہ، مہمانان کرام اور جلسہ میں شامل ہونے والے مختلف ممالک کے مندوبین کا دوبارہ شکریہ ادا کیا۔ آپ نے اپنے خطاب میں ابتدائی مبلغین انچارج کی قربانیوں کا مختصر ذکر بھی کیا نیز جماعت احمدیہ گھانا کی مختصر تاریخ بھی بیان کی کس طرح اور کون کون یہاں ابتدائی مبلغین انچارج تھے اور بتایا کہ دراصل انہیں بزرگان کی قربانیوں کا پھل ہے جو آج ہم یہاں کھا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے ابتدائی تین مبلغین حضرت مسیح موعودؑ کے صحابہؓ میں شامل تھے اور بعد کے مبلغین کرام بھی دراصل صحابہ کرامؓ کا رنگ لئے ہوئے یہاں تبلیغ اسلام کی خدمات بجالاتے رہے، اب وہ ہم نہیں رہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ ان ابتدائی مبلغین و مشنری انچارج صاحبان کے اسماء حسب ذیل ہیں:

الحاج حضرت مولانا عبد الرحیم نیرؓ، الحاج مولانا حکیم فضل الرحمن خانؓ۔ الحاج حضرت مولانا نذیر احمد علی۔

الحاج مولانا نذیر احمد صاحب مبشرؓ۔ مکرم مولانا بشارت احمد نسیم امروہی۔ مکرم مولانا بشارت احمد بشیر۔

الحاج مولانا عطاء اللہ کلیم۔ مولانا ڈاکٹر عبد الوہاب بن آدم مرحوم۔

یاد رہے ان انچارج مبلغین کرام کے علاوہ 1921ء تا حال 130 سے زائد مرکزی مبلغین کرام بھی یہاں گھانا میں خدمات سرانجام دیتے رہے اور اب بھی خدمات کی توفیق پا رہے ہیں۔ ان میں گزشتہ پانچ سالوں کے جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا سے 90 سے زائد فارغ التحصیل مذکورہ بالا کے علاوہ ہیں۔

اپنے خطاب میں مکرم امیر صاحب گھانا نے ان شخصیات کا بھی ذکر کیا جنہوں نے اس جلسہ کے لئے اپنے پیغامات ارسال کئے۔ پاکستان اور انگلستان سے بھی احباب جماعت نے جلسہ کے لئے پیغام بھجوائے۔ (جن کا اختتامی خطاب میں ذکر کیا گیا۔ اس جلسہ میں کیلی فورنیا امریکہ، انگلستان، پاکستان اور گیمبیا کے نمائندگان نے بھی شرکت کی۔

حاضرین جلسہ

یہ جلسہ پانچ مرکزی مقامات جلسہ جن میں سینٹرل اکرا، منکسیم سنٹرل ریجن، اپر ویسٹ وا، اور کماسی اشانٹی ریجنز شامل تھے، منعقد ہوا اور ہر مرکز سے ہزاروں کی تعداد میں حاضرین جلسہ براہ راست مرکزی جلسہ میں آڈیو ویڈیو لنک کے ذریعہ شامل ہوئے۔ ان مقامات کے علاوہ سینٹرل ریجن میں جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل، جامعۃ المبشرین، ابورا زون، کیپ کوسٹ زون، ایڈوکروم، چیفو پراسو، اور سینٹرل ریجن کی چھوٹی بڑی جماعتوں میں جلسہ میں سینکڑوں کی تعداد میں احباب جماعت شامل ہوئے۔ سنیانی زون سے 1293 احباب جلسہ سالانہ میں شامل ہوئے۔ جنہوں نے اپنے مراکز میں براہ راست جلسہ دیکھا۔

ملک بھر کے 29 زونز سے 190 سے زائد میں جلسہ سالانہ کے سنٹرز بنائے گئے جہاں تمام ذیلی تنظیموں کے حاضرین جلسہ میں براہ راست شامل ہوئے۔ اور جلسہ کے دونوں ایام جلسہ کے پروگراموں سے اپنی دینی اور روحانی پیاس بجھانے کے اہتمام کئے۔

مندرجہ بالا مقامات کے علاوہ اس جلسہ کے جو بڑے بڑے اجتماعات ہوئے ان میں والے والے Wale wale، بولگا ٹانگا، ٹیما، تمالے، ٹاکوراڈی، انکوا، آسن اور اسیام کی جماعتیں بھی شامل تھیں۔ مجموعی طور پر جلسہ کی حاضری کئی ہزاروں میں رہی۔ بستان احمد اگبوگبا Agbogba، اکرا Accra مین جلسہ گاہ کی حاضری کچھ یوں رہی۔

انصار اللہ: 918	خدام الاحمدیہ: 560
لجنہ اماء اللہ: 828	ناصرات الاحمدیہ: 368
اطفال الاحمدیہ و بچگان: 22+294	دیگر حاضرین جلسہ: 60

عطیہ خون

جماعت احمدیہ گھانا گزشتہ کئی سالوں سے بالخصوص جلسہ سالانہ کے موقع پر بلڈ ڈونیشن مہم چلاتی ہے جس میں سینکڑوں کی تعداد میں خون کی بوتلیں کی جاتی ہیں۔ جنوری 2020ء کے جلسہ میں یہ تعداد 1700 زائد رہی۔ تاہم امسال کووڈ 19 کی عالمگیر وبا کے بعد چونکہ محدود پیمانے پر جلسہ کا انعقاد ہوا تھا اس لئے عطیہ خون کی کل تعداد مرکزی سنٹر اور دوسرے مقامات کو ملا کر 76 رہی۔ اس جلسہ میں ریو یو آف ریلیجنز اور ہیومینٹی فسٹ نے بھی اپنے اسٹال لگائے۔

اختتام جلسہ

اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے 27-28 مئی 2022ء میں جماعت احمدیہ گھانا کا دوروزہ جلسہ سالانہ مکرم امیر و مشنری انچارج گھانا کے اختتامی خطاب اور اختتامی دعا سے سہ پہر دو بجکر تیس منٹ پر اختتام پذیر ہوا۔ جس کے نماز ظہر وعصر ادا کی گئیں اور آخر میں حاضرین جلسہ کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔ جلسہ میں کُل حاضری 22,930 رہی۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ۔

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید۔ پرائیویٹ سیکرٹری لندن یہ اطلاع دیتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مؤرخہ 23 مئی 2022ء بروز سوموار دوپہر 12 بجے اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر ایک نماز جنازہ حاضر اور چند نماز جنازہ غائب پڑھائے۔

نماز جنازہ حاضر

مکرم ناصر محمود خان صاحب ابن مکرم لطیف احمد خان صاحب (نیوہیم۔ یوکے)

18/مئی 2022 کو 71 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت منشی دیانت خان صاحبؓ (آف کانگڑا) صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے تھے۔مرحوم 1994 میں پاکستان ہائی کمیشن میں تقرری کے بعد یوکے آئے اور نیوہیم میں رہائش اختیار کی اور سیکرٹری مال کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔مرحوم کو تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ سٹالز لگانے اور دیگر تبلیغی سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لیتے تھے۔کووڈ کے دنوں میں احباب جماعت کو گھر گھر جا کر ادویات پہنچانے کا کام بھی کرتے رہے۔مرحوم دُعاگو، صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، ملنسار، ہمدرد اور نیک دل انسان تھے۔مہمان نوازی اور خدمت خلق کا بہت شوق تھا۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور تین بیٹے شامل ہیں۔ آپ مکرم طاہر محمود خان صاحب (مربی سلسلہ ربوہ) کے بھائی اور مکرم ظہیر احمد خان صاحب (مربی سلسلہ شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس یوکے) کے بہنوئی اور چچا زاد بھائی تھے۔

نماز جنازہ غائب

1- مکرمہ امۃ الباسط صاحبہ اہلیہ مقصود علی شاہ صاحب

6/مئی 2022 کو 60 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ۔ آپ ایک ریٹائرڈ گورنمنٹ ٹیچر تھیں۔مرحومہ کی زندگی بہت تکلیفوں اور پریشانیوں میں گزری مگر بڑے صبر وہمت سے تمام حالات کا مقابلہ کرتی رہیں۔مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، دُعاگو، ہرکسی کا خیال رکھنے والی، بہت ملنسار اور خلافت کیساتھ اخلاص و وفا کا گہرا تعلق رکھنے والی ایک نیک دل خاتون تھیں۔ روزانہ تلاوت کو اپنی زندگی کا حصہ بنایا۔ اپنے تمام چندے باقاعدگی سے بروقت ادا کیا کرتی تھیں۔ محلہ کے بچوں کو قرآن کریم بھی پڑھاتی رہیں۔ دُرثمین کی بہت سی نظمیں یاد تھیں اور حمد و ثنا کے اشعار اکثر پڑھتی رہتی تھیں۔مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ مکرم عابد علی صاحب مربی سلسلہ کی والدہ تھیں۔ مرحومہ کے ایک بھانجے مرزا اطہر بیگ صاحب اس وقت دفتر پرائیویٹ سیکرٹری یوکے میں بطور واقف زندگی خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

2- مکرم ملک محمد فہیم صاحب ابن مکرم ملک محمد مستقیم صاحب

20/نومبر 2021 کو 81 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحوم کے دادا حضرت ڈاکٹر ابراہیم صاحب رضی اللہ عنہ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔2006 میں آپ نے ’’سوانح محمد ﷺ‘‘ کے عنوان سے ایک کتاب تصنیف کی۔ 28/مئی 2010 کے سانحہ میں آپ مسجد ماڈل ٹاؤن میں پہلی صف میں موجود تھے اور ایک دہشت گرد کو زندہ پکڑنے میں مدد بھی کی۔ خلافت سے والہانہ محبت تھی۔ پنجوقتہ نمازوں کے علاوہ تہجد باقاعدہ ادا کرتے اور بلاناغہ نماز فجر کے لئے سائیکل پر بیت النور آتے تھے۔مرحوم موصی تھے۔

3- مکرم بشیر احمد صاحب ابن مکرم خوشی محمد صاحب

28/جنوری 2022 کو 85 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحوم نے مقامی جماعت میں نائب صدر، سیکرٹری تحریک جدید، سیکرٹری رشتہ ناطہ اور قائمقام صدر کے علاوہ تنظیمی سطح پر بھی خدمت کی توفیق پائی۔ پنجوقتہ نمازوں کے پابند، تہجدگزار، دعاگو، ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔مرحوم اللہ کے فضل سے موصی تھے۔

مؤرخہ 25 مئی 2022ء

مکرم منیر احمد جاوید۔ پرائیویٹ سیکرٹری لندن یہ اطلاع دیتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مؤرخہ 25 مئی 2022ء بروز بدھ دوپہر 12 بجے اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر ایک نماز جنازہ حاضر اور چند نماز جنازہ غائب پڑھائے۔

نماز جنازہ حاضر

مکرم نصیر احمد منیر صاحب (ایپسم۔یوکے)

8/مئی 2022 کو 81 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ مرحوم قلعہ کالروالا میں پیدا ہوئے۔ آپ کے دادا حضرت عطاء اللہ صاحب رضی اللہ عنہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی تو والدین نے گھر اور جائیداد سے بے دخل کر دیا لیکن آپ نے بہت ثابت قدمی کا ثبوت دیا۔ بعد ازاں سارے گھر والے طاعون کی وبا کا شکار ہوئے اور حضرت عطاء اللہ صاحبؓ کو جس جائیداد سے بے دخل کیا گیا تھا ان کو واپس مل گئی۔ مکرم نصیر احمد منیر صاحب مرحوم نے بی اے پاس کرنے کے بعد گرداور کا پیشہ اختیار کیا۔ احمدی ہونے کی وجہ سے آئے دن ان کو جھوٹے مقدمات اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، اس کے باوجود انہوں نے کبھی سچائی کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا اور ایمانداری سے اپنے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ آپ جماعت کے فعال رکن تھے اور پنجگانہ نمازوں اور چندوں کی ادائیگی میں باقاعدہ تھے۔ دو سال قبل سیالکوٹ میں احمدیہ قبرستان کے لئے اضافی زمین خریدی گئی۔ اس زمین تک جانے کیلئے راستہ نہیں تھا تحریک لبیک والوں کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے ہجوم اکٹھا کیا اور دھمکیاں دیں۔ اس پر مرحوم نے جن کا بطور گرداور زمینوں کے معاملات کا وسیع تجربہ تھا، بہت عقلمندی اور دلیری سے اس مسئلہ کو حل کیا۔ ایک سال قبل اپنے بیٹے کے پاس لندن شفٹ ہوئے تھے۔مرحوم غرباء کی مدد کرنے والے اور رشتہ داروں سے حسن سلوک کرنے والے ایک نیک بزرگ انسان تھے۔ آپ نے اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور ایک بیٹی سوگوار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب

1- مکرم محمد امین منیر صاحب ابن مکرم ڈاکٹر محمد زبیر صاحب

13/جنوری 2022 کو 88 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحوم نے 1949 میں جلسہ سالانہ ربوہ کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ہاتھ پر 16 سال کی عمر میں بیعت کی سعادت حاصل کی۔مرحوم کو تقریباً 14 سال صدر جماعت پارہ چنار کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، سادہ مزاج اور ایک شریف النفس انسان تھے۔ خلافت کے ساتھ انتہائی وفا کا تعلق تھا۔ خطبہ جمعہ سننے کا خاص اہتمام کیا کرتے تھے۔ چندوں میں باقاعدہ تھے اور اپنے تمام مرحوم رشتہ داروں کی طرف سے بھی تحریک جدید اور وقف جدید کے چندے باقاعدگی سے ادا کیا کرتے تھے۔

2- مکرمہ مقصودہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم بشیر احمد بلال صاحب مرحوم

6/مئی 2022 کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ۔ آپ کے والد مکرم دین محمد صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر 1942 میں بیعت کی سعادت پائی۔مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، صابرہ وشاکرہ، ایک مخلص اور ہر دلعزیز نیک خاتون تھیں۔ خلافت سے گہرا عقیدت کا تعلق تھا۔ پسماندگان میں سات بیٹے اور متعدد پوتے پوتیاں شامل ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم محمد احسان بشیر صاحب (مربی سلسلہ) آجکل بھکر میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

ادارہ الفضل تمام مرحومین کے لواحقین سے تعزیت کرتا ہے

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید۔ پرائیویٹ سیکرٹری لندن یہ اطلاع دیتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مؤرخہ 26 مئی 2022 ء بروز جمعرات دوپہر 12 بجے اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر تین نماز جنازہ حاضر اور چند نماز جنازہ غائب پڑھائے۔

نماز جنازہ حاضر

1- مکرم مقصود احمد طاہر صاحب (مچم۔ یوکے)

17/ مئی 2022 کو 61 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحوم کا تعلق ربوہ سے تھا۔ 1985 میں یوکے تشریف لائے۔ مرحوم صدقہ وخیرات کرنے والے، منکسر المزاج اور ایک غریب پرور انسان تھے۔ جماعت کے لئے بڑی غیرت رکھتے تھے اور اپنے غیر احمدی حلقوں میں دلیری سے جماعت کا پیغام پہنچاتے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ مرحوم کے ایک بھائی مکرم منصور احمد زاہد صاحب مربی سلسلہ ساؤتھ افریقہ میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

2- مکرم محمد اسلم صاحب ابن مکرم محمد شفیع صاحب (بیت الفتوح۔ یوکے)

20 / مئی 2022 کو 75 سال کی عمر میں مختصر علالت کے بعد وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ آپ کا تعلق چک نمبر 33 جنوبی ضلع سرگودھا سے تھا۔ آپ کے دادا اپنی جماعت کے پہلے احمدی تھے۔ مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے انتہائی نیک، تہجد گذار، صوم وصلوٰۃ کے پابند، قرآن کریم کی باقاعدہ تلاوت کرنے والے، خوش گفتار اور خلافت کیساتھ اخلاص و وفا کا تعلق رکھنے والے ایک ہر دلعزیز انسان تھے۔ اپنے چندوں کی ادائیگی کا بہت خیال رکھتے تھے۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور نواسے نواسیاں شامل ہیں۔ مرحوم مکرم مبشر احمد صاحب شہید (مربی سلسلہ نائجیریا) کے چچا زاد بھائی تھے۔

3- مکرمہ امۃ القیوم صاحبہ اہلیہ مکرم منصور احمد خان صاحب (Hayes۔ یوکے)

23 مئی 2022 کو 77 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحومہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باڈی گارڈ مکرم قدم خان صاحب (آف خوست افغانستان) کی بیٹی تھیں۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، صدقہ وخیرات کرنے والی ایک نیک خاتون تھیں۔ مالی قربانی میں بھی پیش پیش رہتی تھیں۔ پسماندگان میں تین بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔ ان کے ایک بیٹے مکرم عمر خان صاحب نے بطور ناظم اعلیٰ مجلس انصار اللہ ناصر ریجن خدمت کی توفیق پائی۔ اسی طرح دوسرے بیٹے مکرم بلال خان صاحب Hayes جماعت کے جنرل سیکرٹری اور سیکرٹری زراعت کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

نماز جنازہ غائب

1- مکرم چوہدری انیس احمد صاحب (یو ایس اے)

5/ مئی 2022 کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحوم حضرت تاج دین صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نواسے تھے۔ مرحوم نے لمبا عرصہ صدر جماعت شاہ تاج شوگر ملز منڈی بہاؤالدین کے علاوہ امیر ضلع منڈی بہاؤالدین کے طور پر بھی خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم پنجوقتہ نمازوں کے پابند، تہجد گزار، باقاعدگی سے قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے، نیک، مخلص اور ایک نفع رساں وجود تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے علاوہ تمام جماعتی کتب ورسائل کا باقاعدگی سے گہرا مطالعہ کیا کرتے تھے۔ خلافت کے ساتھ عشق کی حد تک پیار تھا۔ بچوں کو بھی خلافت کے ساتھ گہری وابستگی کی تلقین کیا کرتے تھے۔ اپنے نوجوان رشتہ داروں اور ربوہ اور گاؤں کے فارغ نوجوانوں کو بہتر ملازمت دلوانے کے لئے ہمیشہ کوشاں رہتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کے سب بچے مختلف رنگ میں جماعتی خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

2- مکرمہ ناصرہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم محمد اسلم طاہر صاحب

10/ جنوری 2022 کو 82 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحومہ کے والد مکرم شیر محمد صاحب نے 1928 میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی سعادت پائی۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے آپ کے والد کا نام شیر محمد سے اسد اللہ ظفر رکھا۔ آپ معلم اصلاح وارشاد تھے۔ مرحومہ نہایت مخلص اور دیندار خاتون تھیں۔ آپ کے ایک پوتے مربی سلسلہ اور دو پوتے جامعہ احمدیہ میں زیر تعلیم ہیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

3- مکرم جمیل احمد صاحب راجپوت ابن مکرم رشید احمد صاحب راجپوت

11/ اکتوبر 2021 کو 71 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحوم نے صدر جماعت ٹنڈوالہ یار ضلع حیدر آباد کے علاوہ گلشن جامی کراچی میں سیکرٹری وقف جدید اور سیکرٹری نومبائعین کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ نمازوں کے پابند ایک نیک اور خاموش طبع انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

4- مکرم محمد امین صاحب ابن مکرم محمد ابراہیم صاحب

18/ فروری 2022 کو 84 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحوم اچھی طبیعت کے مالک ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ مقامی سطح پر سیکرٹری مال اور زعیم انصار اللہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔

5- مکرم احمد رانجھا صاحب ابن مکرم رحمٰن رانجھا صاحب

3/ فروری 2022 کو 85 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحوم نے 9 سال صدر جماعت نصیر پور خورد کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ 1974 میں غیر احمدی ہونے کے باوجود مخالفین کو احمدیوں پر تشدد کرنے اور گھروں کو جلانے سے روکا۔ 1980 میں احمدیت قبول کی۔ رشتہ داروں نے بہت کوشش کی کہ آپ احمدیت چھوڑ دیں لیکن آپ عہد بیعت پر ثابت قدمی سے قائم رہے۔ اپنے گاؤں میں ابتدائی طور پر غیر احمدیوں کے ساتھ مل کر نماز ادا کیا کرتے تھے۔ لیکن جب مخالفت زیادہ ہوگئی تو نئی مسجد کی تعمیر میں کلیدی کردار ادا کیا۔ مرحوم بہت بہادر اور نڈر انسان تھے۔ ناخواندہ ہونے کے باوجود غیر احمدی مولویوں سے بحث مباحثہ اور مناظرہ بھی کیا کرتے تھے۔

6- مکرم نعیم احمد ملک صاحب ابن مکرم ملک عزیز احمد صاحب (مسی ساگا۔ کینیڈا)

27/ مارچ 2022 کو 57 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحوم پنجگانہ نمازوں کے پابند، خلافت کے ساتھ نہایت اخلاص ووفا کا تعلق رکھنے والے ایک نیک انسان تھے۔ جماعتی پروگراموں میں باقاعدگی سے شرکت کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

ادارہ الفضل تمام مرحومین کے لواحقین سے تعزیت کرتا ہے

ایڈیٹر کے نام خطوط

• مکرم ابن ایف آر بسمل لکھتے ہیں۔

مؤرخہ 23 مئی 2022ء کے الفضل آن لائن میں بیگم حضرت ڈاکٹر حشمت اللہؓ کا مضمون جو ان کی پوتی امۃ الحکیم عائشہ صاحبہ نے لندن سے ’’میری دادی جان کی قیمتی یادیں‘‘ کے عنوان سے شائع کروایا ہے بہت پسند آیا۔حضرت ڈاکٹر حشمت اللہؓ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہ کر حضورؓ کی جو طبی خدمات کی ہیں وہ بہت منفرد اور گہرے عشق و فدائیت کے جذبات سے لبریز ہیں اس طرح کی خدمت اور باہمی محبت و خلوص شائد ہی کسی کو نصیب ہوا ہوگا۔میرے والد صاحب نے میٹرک 1926ء میں تعلیم الاسلام ہائی اسکول قادیان سے کیا تھا۔اس کلاس کی الوداعی تقریب میں 26 مارچ 1926ء کو حضرت مصلح موعودؓ نے بنفس نفیس شرکت فرمائی تھی اور ایک فوٹو ہوا تھا وہ گروپ فوٹو ہمارے پاس موجود ہے۔غالباً مخزن تصاویر والوں کے پاس بھی ہے اس تصویر میں بھی حضرت مصلح موعودؓ کے ساتھ جو بزرگ ہستیاں شامل ہوئیں ان میں ڈاکٹر حشمت اللہؓ صاحب بھی ہیں امید ہے حضرت مصلح موعودؓ کے یہ سب عشاق جو اس گروپ فوٹو میں ہیں طالب علموں اور بزرگوں سمیت ان سب کو اُس جہاں میں بھی حضرت مصلح موعودؓ کی معیت حاصل ہوگی۔خدا کرے ایسا ہی ہو آمین۔اللہ تعالیٰ ان کی اولادوں اور نسلوں کو اسی قسم کے جذبہ اور وفا اور خلوص کے ساتھ خلیفہ وقت کا معاون و مدد گار بنائے اور یہ قافلہ نسلاً بعد نسل فضل خدا کے سایہ اور خلیفہ ٔوقت کی سر براہی میں شاہراہ غلبہ ٔاسلام پر آگے سے آگے بڑھتا چلا جائے۔آمین

• مکرم آر آر قریشی لکھتے ہیں۔

آن لائن اخبار باقاعدگی سے آپکی طرف سے ملنا بہت ہی خوشی کا باعث ہوتا ہے۔میں روزانہ صبح الفضل آن لائن اخبار دیکھتا ہوں۔اور تفصیلی مطالعہ آفس سے واپسی پر کرتا ہوں۔اہم اور تربیتی حوالے سے بعض مضامین مثلاً فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، مسیح موعودؑ کے اقتباسات، پیارے امام و آقا کے اس حوالے سے ارشادات ایمان کو مضبوط بنانے اور تربیتی لحاظ سے ہم اہل خانہ کے علاوہ دوستوں کے لئے بھی فائدہ مند ثابت ہوتا ہے۔اب تو آپ نے مزید آسانی پیدا کر دی ہے۔خطبہ جمعہ کے متن کے علاوہ دوسرے اہم اعلانات اور پروگراموں کی بھی اطلاعات دیتے ہیں

عاجز آپ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہے۔خاکسار انہی مضامین کو آرٹیکل کی شکل میں پیسٹ کر کے دوستوں اور عزیز و اقارب کو پوسٹ کرتا رہتا ہے۔ماشاء اللہ اس کا اچھا Response اور فیڈ بیک بھی ملتا رہتا ہے۔

ایک زمانہ میں جب بذریعہ ڈاک الفضل آیا کرتا تھا تو میں اپنے عزیز اقارب کو بھی پڑھنے کے لئے دیا کرتا تھا۔پرانی بات ہے۔ایک عزیزہ جو اسی شہر میں رہتی ہیں ان سے کافی عرصہ سے رابطہ نہیں ہوسکا ایک روز مجھے فون کرکے حال احوال دریافت کرنے کے بعد کہنے لگیں کہ وہ وقت یاد ہے جب ہم تمہارے گھر آتے تھے تو تم الفضل پڑھنے کے لئے دیا کرتے تھے۔آج ان کو جب بعض اہم مضامین بذریعہ وٹس ایپ بھیجتا ہوں تو خوش ہو کر دعائیں دیتی ہیں۔

• مکرمہ امتہ الشافی رومی۔جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ بھارت لکھتی ہیں۔

ہر شمارہ ہے ایک سے بڑھ کر ایک
اے خدا فیضیاب کر دے ہمیں
ہو رہی ہے بارش تیرے فضلوں کی
اے خدا سیراب کر دے ہمیں

خاکسار شاعرہ تو نہیں مگر یہ دلی جذبات ہیں روزنامہ الفضل آن لائن کے لئے۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس روحانی مائدہ سے بھرپور استفادہ کی توفیق عطا فرمائے اور الفضل کی تمام ٹیم کو اس عظیم خدمت کی بہترین جزاء عطا فرمائے۔آمین ثم آمین۔

• مکرمہ نمود سحر لکھتی ہیں۔

جَزَاکُمُ اللّٰہُ آج 24 مئی کا شمارہ اتنا عمدہ تھا کہ ایک بار میں پورا پڑھ کر ہی چھوڑا ہے۔

بقیہ: فرمان خلیفہ ٔ وقت...... از صفحہ 1

دوبارہ دنیا میں پھیلنا ہے اور یہ دین مضبوطی کے ساتھ دنیا میں قائم ہونا ہے۔ اپنے قوی ہونے کے بارے میں بھی اور اس حوالے سے کہ آپ کی تائید اور نصرت بھی اللہ تعالیٰ فرمائے گا اس بارے میں بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کئی مرتبہ الہام کے ذریعہ سے اطلاع دی۔ایک جگہ حضرت مسیح موعودؑ کو مخاطب کر کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قُوَّۃُ الرَّحْمٰنِ لِعُبَیْدِ اللّٰہِ الصَّمَدِ۔ (تذکرہ۔صفحہ 82۔ ایڈیشن چہارم 2004ء) کہ یہ خدا کی قوت ہے کہ جو اپنے بندے کے لئے وہ غنی مطلق ظاہر کرے گا۔ پھر فرمایا: ’’اِنَّہٗ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ‘‘۔ وہ قوی اور غالب ہے۔

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 6-5)

پھر ایک جگہ فرماتا ہے اِنَّ رَبِّیْ قَوِیٌّ قَدِیْرٌ اِنَّہٗ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ۔ میرا رب زبردست قدرت والا ہے۔ اور وہ قوی اور غالب ہے۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 107)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام ہے کہ ’’مَیں اپنی چمکار دکھلاؤں گا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ اَلْفِتْنَۃُ ھٰھُنَا فَاصْبِرْ کَمَا صَبَرَ اُوْلُوا الْعَزْمِ۔ اس جگہ ایک فتنہ ہے سو اولوالعزم نبیوں کی طرح صبر کر۔ فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّہٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَہٗ دَکًّا۔ جب خدا مشکلات کے پہاڑ پر تجلی کرے گا تو انہیں پاش پاش کر دے گا۔ قُوَّۃُ الرَّحْمٰنِ لِعُبَیْدِ اللّٰہِ الصَّمَدِ۔ یہ خدا کی قوت ہے کہ جو اپنے بندے کے لئے وہ غنی مطلق ظاہر کرے گا۔ مَقَامٌ لَّا تَتَرَقَّی الْعَبْدُ فِیْہِ بِسَعْیِ الْاَعْمَالِ۔ یعنی عَبْدُ اللّٰہِ الصَّمَدِ ہونا ایک مقام ہے کہ جو بطریق موہبت خاص عطا ہوتا ہے۔ کوششوں سے حاصل نہیں ہو سکتا‘‘

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد اول صفحہ 665۔ حاشیہ در حاشیہ نمبر 4)

اللہ تعالیٰ کا بندہ بننا یا بے نیاز ہونا یہ ایک ایسا مقام ہے جو اللہ تعالیٰ کی ایک خاص عطا ہے اور خاص عطا اسی وقت ہوتی ہے جب بندہ اللہ تعالیٰ کی طرف بڑھتا ہے لیکن پھر بھی عطا اللہ تعالیٰ کی عطا ہی ہے۔ انعام جو ہے اللہ تعالیٰ کا انعام ہی ہے۔ کسی کوشش سے عطا نہیں ہوتا لیکن بہرحال اس سے اللہ تعالیٰ سے بندے کا ایک تعلق ظاہر ہوتا ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے عطا فرماتا ہے۔

(خطبہ جمعہ 9 اکتوبر 2009ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

بقیہ: خلافتِ احمدیہ- ایک حقیقت ایک نعمت...... از صفحہ 9

میں بھٹک رہا ہے نہ اس میں خشیتِ الٰہی ہے اور نہ تقویٰ۔ جو خلیفہ کی بات سُن کر سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا نہیں کہتے وہ اُن یہود کی صف میں کھڑے ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

’’اے مسلمانو! اُن کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے کہا ہم نے سُن لیا اور درحقیقت وہ سُن نہیں رہے تھے‘‘ (الانفال: 14)۔

یہ اطاعت نہیں کہ خلیفۃ المسیح کو مشورے دیئے جائیں یا نظام پر انگلیاں اٹھائی جائیں۔ خلیفۃ المسیح کوئی سیاسی لیڈر نہیں جو کسی کے سامنے جوابدہ ہو۔ وہ خدا کا منتخب خلیفہ ہے، مسیح محمدیؐ کا نمائندہ ہے۔ خدا کے حضور اُس کا اعلیٰ مرتبہ ہے اور روح القدس سے تائید یافتہ ہے۔ آج خلیفہ سے محبت کرنے والے لاکھوں پروانے موجود ہیں جو اعلیٰ سوچ رکھتے ہیں کہ خلیفہ کے اشارے پر جان دے دیں۔ خلیفہ کے چہرے پر ملال دیکھیں تو نیندیں اُڑ جائیں اور خلیفہ کے سکون کے لئے اپنا آرام قربان کر دیں۔

اگر آج کوئی گمراہ طبقہ social media پر fake accounts بنا کر نفرت پھیلانے کی کوشش کر رہا ہے تو وہ منکرین اور منافقین کے اُس گروہ سے تعلق رکھتا ہے جو رسول اللہ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے وقت میں بھی تھے۔ دل بُغض اور کینہ سے بھرے ہوئے اور مُنہ سے کہتے تھے اطاعت۔ ہم ان کے حسد اور نفرت کو نہ صرف reject کرتے ہیں بلکہ ان پر لعنت بھیجتے ہیں کیونکہ یہ جھوٹوں کا طبقہ ہے ان میں سے بہت سے پہلے ہی سچائی سے پھر چکے ہیں اور اپنی دکانداری چمکا رہے ہیں۔ ہمارا پیغام ان سب کو یہی ہے کہ تمہارے ان ہتھکنڈوں سے احمدیت کا کچھ نہیں بگڑنے والا۔ خلافتِ احمدیہ تو ایک مضبوط قلعہ ہے اور تقویٰ سے اس کی دیواروں کو طاقت بخشی گئی ہے اس لئے کوئی بدخواہ اس کا نقصان نہیں کرسکتا۔ ہمارے خلیفہ نے فرمایا تھا جماعتِ احمدیہ تو ایک ولی رکھتی ہے۔ زمین و آسمان کا مالک ہمارا مولا ہے اور اسی مولا کی تائید ہمارے خلیفہ کو حاصل ہے پس خلافت ہمارے لئے ایک نعمت ہے اور اس کی برکات انہیں کو نظر آتی ہیں جو بصیرت اور معرفت رکھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ آج صرف خلیفۃ المسیح ہی ہے جو دنیا کے امن کے لئے انسانیت کے لئے درد رکھتا ہے اور دنیا کو تباہی سے بچانے کے لئے کوشاں ہے۔

آج کونسا سیاسی یا مذہبی لیڈر ہے جو دعا کی اپیل کرتا ہے تا دنیا اپنے رب کو پہچانے اور اپنی نسلوں کو بربادی سے بچالے۔ آج کونسا دینی رہنما یا سیاسی حاکم ہے جو ہر رات اپنے لوگوں کے لئے خدا کے حضور التجا کرتا ہے۔ آج کون سا لیڈر ہے جس کو اپنی اولاد سے بڑھ کر دوسروں کی اولاد کی فکر ہے اور ان کے عائلی مسائل کو دور کرنے کی پریشانی ہے۔ آج صرف خلیفۃ المسیح ہی ہے جو ہر رات کو سونے سے قبل چشمِ تصور میں اپنے لوگوں تک پہنچتا ہے اور دعا کرتا ہے۔ آج صرف خلیفۃ المسیح ہی ہے جو اپنے رب سے کہتا ہے

؎ کشکول میں بھردے جو میرے دل میں بھرا ہے

پس ہم کتنے خوش قسمت ہیں کہ ہمارا خلیفہ ہمارا امام ہے، ہمارا رہنما ہے، ہمارا مربی ہے، ہمارا محسن ہے اور ہمارا روحانی باپ ہے اور کیسا پیارا خلیفہ ہے جو یہ کہتا ہے ’’یہ میں کوئی احسان نہیں کرتا بلکہ میرا فرض ہے اور اللہ کرے کہ میں اس سے بڑھ کر فرض ادا کرنے والا بنوں...‘‘

(خطبہ جمعہ 6 جون 2014ء)

آج ہم میں سے خوش قسمت وہی ہے جو خلافت کی نعمت کی قدر کرے اور خلیفۃ المسیح کے ہر حکم کو دل وجان سے قبول کرے نہ کہ اپنی طرف سے معنی اختراع کرتا پھرے کہ خلیفہ نے جو بات بیان کی ہے اس کا منشاء اور مطلب یہ تھا۔ ہمارے خلیفۃ المسیح نے 25 اکتوبر 2019ء کو جرمنی میں خدام سے خطاب کرتے ہوئے یہی بات واضح فرمائی تھی کہ بعض عہدیداران خلیفہ کی بات کا اپنے طور پر مطلب نکالتے ہیں یا پرانی باتوں کو کھنگالتے رہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ’’اطاعت یہی ہے کہ جو کچھ خلیفہ کہے اسے غور سے سنو اور عمل کرو۔ اور عہدیداران کا کام یہ ہے کہ اپنے بچوں اور افرادِ جماعت میں اس اہمیت کو اجاگر کریں اسی طرح سے خلافت کی حفاظت ہوسکتی ہے۔‘‘

حضور کا یہ ارشاد بڑا واضح اور قرآن کے عین مطابق ہے کہ ’’کسی امر کے بارے میں باتیں نہ پھیلاؤ بلکہ اپنے امام سے جاکر پوچھو نہ کہ خود ہی تاویلیں کرتے پھرو۔‘‘ (النساء: 84)

ایک سبق آموز بات

کسی بھی صورت حال یا اپنے ساتھ پیش آنے والے واقعہ پر فوری ردعمل سے پہلے اگر تھوڑی دیر توقف کر کے غور کرلیا جائے تا کہ بہتر ردعمل دکھایا جاسکے تو دھیرے دھیرے اس بہتر ردعمل کی عادت ہوجاتی ہے اور پھر ہر ردعمل بہت بہتر اور خوبصورت ہونے سے شخصیت میں نکھار آنے لگتا ہے۔

(کاشف احمد)

06جون2022ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	04:10	19:01
مدینہ منورہ	04:02	19:08
قادیان	03:44	19:32
ربوہ	03:24	19:11
اسلام آباد ٹلفورڈ	03:20	21:14

فقہی کارنر

مجبور لوگوں کو مہنگے داموں غلہ فروخت کرنا جائز نہیں

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ صاحب تحریر کرتے ہیں کہ میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ہم سب بھائی (یعنی خاکسار و برادران میاں جمال الدین مرحوم و میاں امام الدین صاحب) مسائل فقہی کی بناء پر گاہے بگاہے بدین طریق تجارت کرتے تھے کہ غلّہ خرید کر ضرورت کے موقع پر غرباء کو کسی قدر گراں نرخ پر بطور قرض دے دیتے اور فصل آئندہ پر وصولی قرضہ کر لیتے تھے۔ جب حضور علیہ السلام کا دعویٰ ظاہر ہوگیا تو اس وقت بھی ایک دفعہ غلّہ خرید کیا گیا کہ غرباء کو دستور سابق دیا جائے۔ جب قادیان گیا تو مجھے خیال آیا کہ حضور علیہ السلام سے اس کے متعلق دریافت کرلوں۔ چنانچہ حضورؑ کی خدمت میں سوال مفصل طور پر پیش کر دیا۔ حضور علیہ السلام نے جواباً فرمایا:-

’’تمہیں ایسے کاموں کی کیا ضرورت ہے؟‘‘ جس لہجہ سے حضورؑ نے جواب دیا وہ اب تک میری آنکھوں کے سامنے ہے جس سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام کو ایسے کام بہت ناپسند ہیں۔ پس واپس آ کر ہم نے ارادہ ترک کر دیا اور بعد ازاں پھر کبھی یہ کام نہ کیا۔

(سیرت المہدی جلد 2 صفحہ 249-250)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)